Regd No E.P.67

رجسٹرڈ نمبر ای پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

محمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے۔ ششماہی ۵۰-۳ روپے۔ ممالک غیر ۵۰-۷ روپے۔ فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۷ | ۲۵ تبوک ۱۳۳۷ ھش - ۱۰ ربیع الاول ۱۳۷۸ ھ - ۲۵ ستمبر ۱۹۵۸ء | نمبر ۳۷

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۰ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

حضور کی طبیعت بفضل تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲۴ ستمبر۔ جناب مولوی برکات احمد صاحب کو ۲۰ ستمبر کو دوبارہ درد گردہ کی تکلیف ہو گئی البتہ اب پہلے سے افاقہ ہے احباب مولوی صاحب موصوف کی کامل شفا یابی کے لئے دعا فرمائیں

قادیان ۲۲ ستمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

جلسہ سالانہ میں ضرور تشریف لائیں

انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے بہت مفید ہوگا

(فرمان حضرت مسیح موعودؑ)

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

قادیان کی یہ چھوٹی سی مگر مقدس بستی۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ نبی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسکن اور مدفن بنایا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نوشتوں اور پیشگوئیوں کے مطابق چودھویں صدی ہجری کے دور میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے مرکز بنایا۔ یہ مبارک بستی جس کی تقدیس کے ۔۔ یہی ایک سند کافی ہے کہ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل پیدا ہوا۔ اور یہ مہبط انوار الٰہیہ بن گئی اسلام کے عظیم الشان پہلوان جری اللہ فی حلل الانبیاء کے مولد ہونے کا اسی بستی کو شرف حاصل ہے ۔۔۔ ہاں یہی وہ بستی ہے جہاں سے اس زمانہ میں اسلام کی طرف سے ان تمام حملوں کا منہ توڑ اور مسکت جواب دیا گیا۔ جو مخالفین اسلام بڑی شد و مد کے ساتھ کر رہے تھے۔ اور بزعم خود یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ اسلام مردہ ہو چکا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا فرستادہ اپنے ہاتھوں میں آبحیات اور تریاق کے جام لئے عین وقت پر آسمان کی بلندیوں سے اترا۔ اور اس نے دونوں لبالب جام نیم مردہ اسلام کے ہونٹوں سے لگا دیئے۔ اسلام کی وہ روح جو ثریا تک پہنچ چلی تھی واپس لوٹ آئی۔ اور پھر دین اسلام اپنے مخالفین پر ٹوٹ پڑا۔ اور وہ مدافعت کی کہ اعدائے اسلام کے دانت کھٹے ہو گئے۔

ہاں وہی مسیحا جس نے اسلام کے مردہ قالب میں زندگی کی روح دوبارہ پھونکی تھی اس بستی میں اپنی زندگی کے چونسٹھ سال مکین رہا۔ وہ ان گلیوں میں پھر کر اسلام کا نعرہ بلند کرتا رہا۔ اور اسی کی برکت تھی کہ دور افتادہ گمنام سی بستی اللہ تعالیٰ کی برکات کا مورد بن گئی۔ اور یہ شرف اسے تا قیامت حاصل رہے گا۔ دنیا میں انقلابات برپا ہو سکتے ہیں۔ حادثات رونما ہو سکتے ہیں۔ مگر وہ شرف جو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت خاص سے اس بستی کو بخش دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ تقدیر ہے کہ وہ قائم رہے گا انشاء اللہ۔

یہی وہ مبارک بستی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء میں پہلا جلسہ منعقد فرمایا۔ اور یہ تاکید فرمائی کہ آئندہ رہتی دنیا تک یہ سالانہ جلسہ اسی بستی میں ہوتا رہے۔ اور یہ اسی مرد خدا کی برکت اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ شدید ترین گردش ایام کے باوجود جماعت کے وہ مخلصین جنہیں اللہ تعالیٰ توفیق بخشتا ہے ہر سال یہاں آتے اور جلسہ کی رونق بڑھاتے ہیں۔ اور ابراہیم ثانی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے روحانی طیور دور دراز کا سفر گویا اڑ کر طے کرتے اور اس روحانی مرکزی اجتماع میں شامل ہوتے ہیں۔

ہمارا یہ سالانہ اجتماع اپنے اندر کوئی دنیوی رنگ اور کوئی مادی مقصد نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ چونکہ ایک روحانی اجتماع ہے۔ اور روحانی اغراض کے تحت اس کا انعقاد ہوتا ہے۔ اس لئے یہ عبادت کے حکم میں آ جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:-

"جلسہ سالانہ میں ضرور تشریف لائیں انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے بہت مفید ہوگا جو للّٰہ سفر کیا جاتا ہے وہ عند اللہ ایک قسم عبادت کے ہوتا ہے۔"

ہم ہر سال یہاں جمع ہو کر اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے دعائیں کرتے اور تجویزیں سوچتے ہیں۔ اور امن عالم کے حق میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ اجتماع خالصۃً دینی اجتماع ہے۔ اور پھر اس میں یہ ۔ ف یہی فائدہ نہیں کہ ہم اشاعت اسلام کی تجاویز پر غور کرتے ہیں۔ بلکہ ہم ان مقدس گلیوں میں چلتے پھرتے ہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ کا مقدس نبی چلتا پھرتا رہا۔ ہم ان مقدس مقامات کی زیارت کرتے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ کے فرستادہ کا مسکن ہونے کی وجہ سے تقدیس حاصل ہے۔ ہم مسجد اقصےٰ کو دیکھتے ہیں جس میں خطبہ الہامیہ کا نزول آسمان کی رفعتوں سے ہوا۔ ہم مسجد مبارک کو دیکھتے ہیں جس میں جری اللہ فی حلل الانبیاء نے نمازیں ادا کیں۔ ہم بیت الفکر کو دیکھتے ہیں جس میں زہد و ریاضت کی خوشبو بکھری پڑی ہے ہم بیت الدعا کی زیارت کرتے ہیں جس میں درد اور سوز بھری دعاؤں کا گداز آج بھی ہم واضح طور پر محسوس کرتے ہیں اور ہم بہشتی مقبرہ کو دیکھتے ہیں جس میں دفن شدہ مرقدے قبروں میں سے پکار پکار کر ہمیں کہتے ہیں کہ دیکھا ہم کن کن ملکوں کے رہنے والے تھے۔ ہمیں اسلام نے سلک وحدت میں پرو دیا۔ اور ہم نے اسلام کی خاطر مسلسل قربانیاں کر کے اللہ تعالیٰ سے یہ انعام پایا کہ اس کے محبوب کے پہلو میں ہمیں سکینت بھرا قیام حاصل ہوا ہے ۔۔۔!

میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کے جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت بخشی ہے وہ سوائے اس کے کہ کوئی شدید روک پیدا ہو جائے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے ضرور آتے رہیں۔ بلکہ نہ صرف خود تشریف لاتے ہیں بلکہ اپنے ساتھ بعض ان احباب کو بھی لاتے ہیں۔ جن میں مالی استطاعت نہیں ہوتی اور دل میں قادیان کی زیارت کے لئے ایک تڑپ رکھتے ہیں۔ ایسے تمام دوست جلسہ میں خصوصیت کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہے۔ مگر ممکن ہے کہ بعض دوست ایسے بھی ہوں جو بعض ۔۔۔ مشکلات میں ہوں۔ بعض غموں سے دوچار ہوں۔ اور اپنی پریشانیوں کے باعث جلسہ پر آنے میں سستی اور کاہلی سے کام لے رہے ہوں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کو غور سے پڑھیں ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کی تنگیوں کو فراخیوں سے بدل دے۔ اور اللہ تعالیٰ جو مشکلکشا ہے ان کے سامنے مشکلات چیز ہی کیا ہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں خدا ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرما دے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے۔"

وہ کون مخلص احمدی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دعا پر آمین کہنا اور اس کا مورد بننا نہیں چاہتا لیکن میرے وہ بزرگ اور بھائی جو محض کسی دنیوی کاروبار یا جسمانی کسل کی وجہ سے اب تک تیار نہ ہوئے ہوں میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس روحانی اجتماع میں شرکت کیلئے تیاری کریں۔ اور سفر پر ہمیں پھر قادیان آ کر اپنے لئے جماعت کیلئے۔ اپنے پیارے امام کیلئے اور اسلام کی ترقی کیلئے انفرادی اور اجتماعی دعائیں کریں۔ حضرت مصلح الموعود ایدہ اللہ الودود نے نہایت تاکید کے ساتھ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک پیغام میں فرمایا ہے:-

"آپ لوگوں کا کام ہے کہ سال میں کم سے کم ایک دفعہ قادیان آئیں اور یہاں آ کر ان امور پر غور کریں جو آپ لوگوں کی بہتری کیلئے ضروری ہیں اور آپ کی ترقی کا موجب ہو سکتے ہیں ۔۔۔۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ دفعہ کیلئے قادیان آتے رہیں جیسا کہ تقسیم سے پہلے آتے رہتے۔"

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی توفیق بخشے تا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دعا کے مستحق اور مورد فضل الٰہی قرار پائیں کہ "ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں خدا ان کے ساتھ ہو۔" آمین۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرت سر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۵۸ء

سبق آموز اور رشک انگیز

پچھلے دنوں راجیہ سبھا میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ڈپٹی منسٹر ڈاکٹر داتار نے کہا کہ
"بھارت میں مقیم رجسٹرڈ غیر ملکی (عیسائی) مشنریوں کی تعداد ۱۹۵۸ء کے شروع میں ۴۸۰۴ تھی جبکہ ۱۹۵۷ء اور ۱۹۵۶ء میں یہ تعداد بالترتیب ۵۰۵۲۱ اور ۹۱۷۵ تھی مشنریوں کی سب سے زیادہ تعداد مدراس میں تھی"۔
مزید بتایا کہ:-
"سال رواں کے دوران میں رجسٹرڈ غیر ملکی مشنریوں کی تعداد اس طرح تھی امریکی ۱۸۲۱ بلجیئن ۴۲۶۔ پرتگالی ۱۴۷۔ فرانسیسی ۴۷۷۔ جرمن ۳۲۵ اطالوی ۶۴۳۔ ناروی ۸۹۔ ہسپانوی ۳۰۸۔ سویڈش ۱۳۵۔ سوس ۱۴۱"۔
(ریپ ناب $\frac{9}{58}$ ۱۶)

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر شخص کو اس بات کا حق پہنچتا ہے کہ اپنے نقطہ نظر سے خواہ وہ مذہبی ہوں یا غیر مذہبی دوسروں کو آگاہ کرے۔ اور دوسروں کو اپنا ہم خیال بنائے۔ اور اسی کا نام آزادی ضمیر و آزادی رائے ہے جسے انسانی حقوق میں پہلا درجہ حاصل ہے لیکن مذہبی پہلو سے یہ بات خاصی دلچسپ بن جاتی ہے۔ کہ ہزاروں ہزار مشنری ایسے مذہب سے تعلق رکھتے ہیں کہ جس کے پیشوا نے صاف کہا کہ:-

"میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا" (متی $\frac{15}{24}$)

اسی طرح اپنے بارہ شاگردوں کو تبلیغ کے کام پر بھیجتے وقت انہیں نصیحت کی کہ

"غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا" (متی $\frac{9}{5,6}$)

اس کے باوجود اس وقت یہ لوگ ساری دنیا میں اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے ہزاروں کی تعداد میں چلے آرہے ہیں اور کروڑوں کروڑ روپے سالانہ کے اخراجات برداشت کر رہے ہیں۔ مگر ان کے جذبہ خدمت دین کا اس قوم سے مقابلہ کیجئے جس کے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہوتے ہی ساری دنیا سے اِنّی رسول اللہ الیکم جمیعًا کا خطاب کیا اور اپنی امت کے متعلق کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کہہ کر اس کے ذمہ تبلیغ کو فرض قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ تأمرون بالمعروف و تنھون عن المنکر۔

مگر کیا دنیا کے ۴۰ کروڑ مسلمانوں نے سنجیدگی سے کبھی اسباب پر غور کیا ہے کہ انہوں نے کہاں تک اس فریضہ سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کی ہے؟ کہا جاتا ہے کہ دنیا کی دو ارب آبادی میں ۶۰ کروڑ ۲۷ لاکھ عیسائیوں کے مقابل پر ۴۰ کروڑ مسلمان ہیں۔ مگر کوئی یہ تو بتائے کہ مسلمانوں میں سے شعبہ تبلیغ میں کام کرنے والوں کی جو تعداد ساری دنیا میں برسرِ عمل ہے کتنی ہے؟!

بایں ہمہ کہا جاتا ہے کہ اس وقت کسی مصلح اور راہنما کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہوگیا اور علمار کرام ہی آپؐ کے قائم مقام مقرر کئے گئے مگر نہیں دیکھنے کہ اس قائم مقامی میں علمار کرام کا کردار کیا ہے۔ انہیں نہ تو عامۃ المسلمین کو اسلام پر پختہ کرنے کی توفیق ملی اور نہ ہی غیر مسلموں کو اسلام کے قریب لانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ قوم کے اندر روز بروز دین سے بے رغبتی بڑھ رہی ہے۔ بے قیدی کی زندگی کا رواج عام ہو رہا ہے۔ اور کوئی نہیں جو اس شدید سیلاب کو روک سکے!! گویا ورآمد تو کچھ نہ ہوا البتہ برآمد بڑھ گئی!! اور بے بضاعت مسلمان بھی دین حق سے برگشتہ ہونے لگے۔ یہ ہے علمار کرام کا سنہری کارنامہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سچ بتایئے کہ اگر علمار کرام فی الواقعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین ہیں۔ اور سچ مچ وہی آپؐ کے وارث ہیں تو یہ الٹ نتیجہ کیوں نکل رہا ہے۔ اصلاح و ارشادِ اُمت کے لحاظ سے آج علمار کا ہر قدم ناکامی اور نامرادی کی طرف کیوں اُٹھ رہا ہے۔ کیا علمار کی یہ ناکامی اسباب کی واضح دلیل نہیں کہ یہ علمار کے بس کا روگ نہیں اور کہ عامۃ المسلمین کو خدا تعالےٰ کی مخفی حکمتوں کے سمجھنے میں سخت غلطی لگی ہے۔ اور اُنہوں نے آسمانی نعمتوں کا دروازہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے اوپر بند کر لیا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ اس زمانہ میں دجالی فتنوں کا مقابلہ اور دعوت الی الحق اور امر بالمعروف کے فریضہ کی انجام دہی کوئی آسان کام نہیں۔ یہ عظیم الشان کام خدا تعالےٰ کی غیر معمولی نصرت و تائید کے بغیر ناممکن ہے۔ ہم اس بات کا اظہار کرنے میں کوئی باک نہیں سمجھتے کہ خدمت و اشاعتِ دین کے لحاظ سے اس وقت جو ٹھوس کام جماعت احمدیہ کے ہاتھوں سرانجام دیا جا رہا ہے۔ روئے زمین کے تمام دیگر اسلامی فرقوں میں سے کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ یہ کہنا بجا ہے کہ مسلمان کہلانے والی دوسری کوئی جماعت آج اس فرض کو ادا نہیں کر رہی ہے اور اس طرح ایک اعلےٰ درجہ کی نیکی کی توفیق پانا بجائے خود ایک زبردست ثبوت ہے جماعت احمدیہ کے حق پر ہونے کا۔ کیونکہ خدا کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا:-

"ید اللّٰہ علی الجماعۃ"

گویا جب جماعت احمدیہ نے وہ عظیم الشان کام کر دکھایا جس سے روئے زمین کے تمام دیگر اسلامی فرقے یکسر محروم ہیں تو اس جماعت کے مؤید من اللہ ہونے میں کیا شک رہا؟

بہرحال غیر ملکی عیسائی مشنریوں کا بھارت یا کسی دوسرے ملک میں پھیل جانا تمام مسلمانوں کے لئے باعثِ عبرت ہونا چاہیئے۔ البتہ جہاں تک جماعت احمدیہ کا سوال ہے۔ خدا کی دی ہوئی توفیق سے اس برگزیدہ جماعت کے زوردار حملوں کی وجہ سے مغربی الحاد کا عفریت منہ موڑ چکا ہے۔ اور مغربی پروپیگنڈا کا دریا اپنا رُخ بدل چکا ہے۔ کیا بلحاظ اس کے کہ مشرق سے احمدی مبلغین دھڑا دھڑ مغرب میں پہنچ رہے ہیں اور کیا بلحاظ اس کے پختہ دلائل والے بھرپور حملہ کے جس کے سامنے مغرب کو سوائے سرِ تسلیم خم کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عیسائی مشنریوں کی تعداد کے مقابلہ پر جماعت احمدیہ کے مبلغین کی تعداد فی الحال بہت قلیل ہے۔ لیکن ہر کام ہمیشہ ابتدا میں چھوٹے پیمانے پر ہی شروع ہوا کرتا ہے اور آہستہ آہستہ اُس میں وسعت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس لئے یہ بات چنداں قابل اعتراض نہیں۔ بلکہ دیکھنا تو یہ ہے کہ خدا کے فضل سے اس جماعت کے ذریعہ ہر ملک میں اسلام کا جھنڈا بلند ہو چکا ہے اور وہ وقت دور نہیں جبکہ بھولی بھٹکی دنیا امن و سلامتی کے صحیح راستہ کو پہچان لے گی۔ پس جو مسلمان بھی آج دل سے اسلام کی تمنا رکھتا ہے کہ صحابہؓ کی طرح وہ بھی خدمت و اشاعت دین میں عملی حصہ لے اور خدا تعالےٰ کی نصرت و تائید کے تازہ نشانات بچشم خود دیکھے اُس کا فرض ہے کہ اپنی نفسانی خواہشات کو چھوڑ کر اس برگزیدہ جماعت کا دامن تھام لے۔ تا وہ قیامت کے روز اللہ تعالےٰ کے حضور اپنے اس فرض کے بارہ میں سرخرو ہو سکے!!

مضمون یہاں تک لکھا جا چکا تھا کہ اخبار صدق جدید لکھنؤ کا تازہ پرچہ ۱۹ ستمبر ۵۸ء موصول ہوا اس میں مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے جماعت احمدیہ کی دور دراز ممالک میں قابل قدر تبلیغی جدوجہد کا اعتراف کرتے ہوئے جماعت کی ہمت اور تبلیغی انہماک کو دیگر مسلمانوں کے لئے سبق آموز اور رشک انگیز قرار دیا ہے۔ اس کی وجہ بھی آپ ہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:-

"سبق آموز:- پچھلے ہفتہ ڈاک سے ایک پیکٹ موصول ہوا جس کے اندر چھ پرچے ایک انگریزی ہفتہ وار دی ٹروتھ (TRUTH) کے برآمد ہوئے۔ پرچہ کی پہلی جھلک کچھ اسلامی رنگ کی نظر آئی حیرت ہوئی کہ یہ انگریزی پرچہ مسلمانوں میں نکالنے والا کون اور کہاں کا ہے؟

— دوسرے ہی لمحہ معلوم ہو گیا کہ پرچہ احمدیوں (قادیانیوں) کا ہے اور مقام لاگوس سے ہفتہ وار شائع ہوتا رہتا ہے — خود یہ لاگوس ہے کہاں؟ کس ملک بلکہ کس براعظم میں، اپنی جغرافیہ دانی جواب دیتی معلوم ہوئی۔ خاصے غور و تامل کے بعد خیال آیا کہ یہ لاگوس مغربی افریقہ کے کسی برطانوی علاقہ میں واقع ہے!!

— دنیا کے ایک دور افتادہ گوشے میں نہ ہندوستان اور پاکستان دونوں سے ڈیڑھ دو ہزار میل کے فاصلے پر جہاں تک رسائی بھی آسان نہیں!! پھر ایک انسائیکلوپیڈیا کو کھول کر دیکھا تو اس میں یہ ملا کہ لاگوس کی آب و ہوا بھی بہت خراب ہے اور یہاں شہری تمدن کے ذرائع رسل و رسائل بھی دشوار ہیں!

— "قادیانیوں" کے عقائد کو چھوڑیئے۔ ان کی یہ ہمت۔ تنظیم۔ سرگرمی۔ انہماک تبلیغ بھی ہمارے لئے سبق آموز ہے اور رشک انگیز نہیں؟!" — مولانا کا مطلب بالکل واضح ہے۔ آپکا بیان حقیقت پر مبنی ہے۔ فرمایئے ہزاروں عیسائی مشنریوں کے مقابل پر کس کا قابلِ رشک عملی نمونہ ہے؟ کیا وہی جماعت نہیں جس کے متعلق بعض جلدباز عاقبت نا[illegible] [illegible] علمار حقیقت کو [illegible] اور اسلام کے لئے کسی تعمیری کام پر لگ جائیں!!

فریاد مہجور

(از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ)

میں ربوے میں اب قادیاں دیکھتا ہوں
یہیں اپنا دارالاماں دیکھتا ہوں

طبیعت شگفتہ ہے ہر وقت رہتی
کہ بنجر میں باغِ جناں دیکھتا ہوں

نشانے پہ ہر تیر لگتا ہے اس کا
میں جس ہاتھ میں اب کماں دیکھتا ہوں

ثریا سے لایا ہے ایمان و عرفاں
یہ تفسیرِ قرآں عیاں دیکھتا ہوں

اشاعت اطاعت کے چرچے ہیں ہر سو
یہاں دیکھنا ہو وہاں دیکھتا ہوں

خلافت کی برکات سے بہرہ ور ہوں
تمنائے دل ہر زباں دیکھتا ہوں

دعائے ایا زانِ محمود۔ اکمل
بجائے سیوف و سناں دیکھتا ہوں

خطبہ جمعہ

سینما اور گانا بجانا شیطان کے ہتھیار ہیں جن سے وہ لوگوں کو ورغلاتا ہے

تاریخ بتاتی ہے کہ اکثر مسلمان حکومتیں محض گانے بجانے کے شوق کی وجہ سے ہی تباہ و برباد ہوئیں

اگر تاریخ کی گواہی سے بھی کسی قوم کو ہوش نہیں آتا تو اس کی زندگی سے اس کا مرجانا بہتر ہے

سینما دیکھنے والے نوجوان ہماری جماعت سے جتنی جلدی علیحدہ ہو جائیں ہمارے لئے اتنا ہی بہتر ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۹ر اگست ۱۹۵۸ء

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ:۔

یا ایہا الذین لا تتبعوا خطوات الشیطان
(سورۂ نور رکوع ۳)

اس کے بعد فرمایا:۔
اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں

مومنوں کو ہدایت

دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے مومنو تم شیطان کے قدموں کے پیچھے مت چلو اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ گانا بجانا اور باجے وغیرہ یہ سب شیطان کے ذرائع ہیں جن سے وہ لوگوں کو بہکاتا ہے بس عیاشی کے تمام سامان اور باجے اور گانا بجانا شیطان کے ہتھیار ہیں۔ جن سے وہ لوگوں کو ورغلایا کرتا ہے۔ اسی لئے میں نے جماعت کو ہدایت کی تھی کہ سینما نہ دیکھا کرو۔ کیونکہ اس میں بھی گانا بجانا ہوتا ہے۔ پہلے یہ چیز تھیٹر میں ہوا کرتی تھی۔ لیکن جب سے ٹاکی نکل آئی ہے۔

سینما میں

بھی یہ چیزیں آ گئی ہیں۔ بلکہ اس سے زیادہ بڑے پیمانہ پر آئی ہیں۔ کیونکہ تھیٹر کا صرف ایک شو ہوتا تھا جس میں بڑے بڑے ماہرین کو بلانا بہت بڑے اخراجات کا متقاضی ہوتا تھا۔ جس کو وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اور پھر ایک شو صرف ایک ہی جگہ دکھایا جا سکتا تھا۔ مگر اب ایک شو سے ہزاروں فلمیں تیار کر کے سارے ملک میں پھیلا دی جاتی ہیں اور بڑے بڑے ماہر فن گویوں کو بلایا جاتا ہے۔ اس لئے تھیٹر سے سینما کا ضرر بہت زیادہ ہوتا ہے
چند دن ہوئے مجھے ملتان سے ایک دوست کا خط آیا ہے کہ احمدی نوجوانوں میں

سینما دیکھنے کا رواج

پھر بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس کی روک تھام کی جائے مجھے تعجب آتا ہے کہ یہ نوجوان اتنے جاہل کیوں ہو گئے کہ انہیں اپنی تاریخ کا بھی پتہ نہیں اگر وہ پڑھے لکھے ہوتے اور انہیں تاریخ سے ذرا بھی واقفیت ہوتی تو انہیں معلوم ہوتا کہ بغداد بھی گانے بجانے سے تباہ ہوا ہے جب

ہلاکو خاں نے بغداد پر حملہ کیا

تو بادشاہ کی اس وقت یہی آواز آتی تھی کہ گانے والیوں کو بلاؤ گانے والیوں کو بلاؤ۔ بغداد پر کوئی حملہ نہیں کر سکتا جو حملہ کرے گا۔ وہ خود تباہ ہو جائے گا۔ لیکن جب اس سے کچھ نہ ہو سکا۔ تو ہلاکو نے اپنا ایک آدمی اس کے پاس بھجوایا۔ اور کہا کہ مجھے آ کر ملو مستعصم باللہ جو

بغداد کا آخری بادشاہ

تھا وہ ہلاکو کے اس پیغام پر اسے ملنے کے لئے گیا۔ ہلاکو خاں نے اس کے پہنچتے ہی حکم دے دیا کہ اُسے قتل کر دیا جائے۔ پھر اس نے اس کے ولیعہد کو مار ڈالا۔ اور اس کے بعد بغداد پر حملہ کر کے اٹھارہ لاکھ آدمی ایک دن میں قتل کر دیئے۔ اور شاہی خاندان کے جو افراد وہاں تھے ان میں کوئی ایک فرد بھی نہ چھوڑا سب کو ہلاک کر دیا۔ تاکہ آئندہ تخت کا کوئی دعویدار کھڑا نہ ہو۔ غرض خلافت عباسیہ تباہ ہوئی تو گانے بجانے کی وجہ سے۔ اسی طرح

مغل تباہ ہوئے تو گانے بجانے کی وجہ سے

محمد شاہ رنگیلے کو "رنگیلا" کیوں کہا جاتا ہے۔ اسی لئے کہ وہ گانے بجانے کا بہت شوقین تھا۔ بہادر شاہ ہندوستان کا آخری مغل بادشاہ تھا۔ وہ بھی اسی گانے بجانے کی وجہ سے تباہ ہوا۔ انگریزوں کی فوجیں کلکتہ سے بڑھ رہی تھیں۔ الہ آباد سے بڑھ رہی تھیں۔ کانپور سے بڑھ رہی تھیں۔ میرٹھ سے بڑھ رہی تھیں سہارنپور سے بڑھ رہی تھیں اور بادشاہ کے حضور گانا بجانا ہو رہا تھا۔ آخر انہوں نے اس کے بارہ بیٹوں کے سر کاٹ کر اور خوان میں لگا کر اس کی طرف بھیجے کہ یہ آپ کا تحفہ ہے۔ کسی کا ایک بیٹا مر جاتا ہے تو وہ رو رو کر

آسمان سر پر

اُٹھا لیتا ہے۔ مگر بہادر شاہ کے بارہ بیٹوں کے سر کاٹ کر اس کی طرف بھیجے گئے۔ اس نے درخواست دی تھی کہ میرا وظیفہ بڑھایا جائے۔ انگریزوں نے اس کے بارہ بیٹوں کے سر کاٹ کر اور خوان میں لگا کر اس کی طرف بھیج دیئے۔ اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ یہ آپ کا بڑھا ہوا وظیفہ ہے
غرض تمام تباہی جو مسلمانوں پر آئی۔ زیادہ تر گانے بجانے کی وجہ سے ہی آئی ہے

اندلس کی حکومت

گانے بجانے کی وجہ سے تباہ ہوئی مصر کی حکومت گانے بجانے کی وجہ سے تباہ ہوئی۔ مصر پر صلاح الدین ایوبی نے حملہ کیا تو

فاطمی بادشاہ

اس وقت گانے بجانے میں ہی مشغول تھا۔
خدا نے مسلمانوں کو معزز بنایا تھا۔ مگر نہ معلوم وہ میراثی کب سے بن گئے۔ ہر ایک کو شوق ہے کہ میراثی بن جاؤں۔ حالانکہ ان میں سے کوئی مغل ہے کوئی پٹھان ہے۔ کوئی سید ہے۔ اور کوئی کسی اور معزز قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر تمہیں میراثی بننے کا ہی شوق تھا۔ تو

تمہیں چاہیئے تھا

کہ تم میراثیوں کے گھروں میں پیدا ہو جاتے مگر ایک طرف تو یہ کیفیت ہے کہ ہر شخص کو میراثی بننے کا شوق ہے اور دوسری طرف یہ حالت ہے کہ ذرا کسی سے کہہ دو کہ فلاں میراثی کی لڑکی سے شادی کر لو۔ تو وہ لڑنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے کہ کیا تم مجھے میراثی سمجھتے ہو۔ مگر بازار میں سے گذرتے ہوئے وہ وہی سُریں لگاتا ہے جو میراثی لگایا کرتے ہیں۔ اس کا بیٹا بھی وہی سُریں لگاتا ہے جو میراثی لگایا کرتے ہیں۔ اور اس کی وہ کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ غرض وہ آپ میراثی بنتا ہے اس کے بچے میراثی بنتے ہیں۔ اس کی بیوی میراثن بنتی ہے۔ لیکن اگر کہا جائے کہ فلاں میراثی کا رشتہ لے لو تو وہ بُرا مناتا ہے۔ گویا اپنی بیوی کو میراثن بنانے میں تو وہ کوئی حرج نہیں سمجھتا اپنے بچوں کو میراثی بنانے میں وہ کوئی حرج نہیں سمجھتا اسی طرح آپ میراثی بننے میں وہ کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ لیکن میراثی کو لڑکی دینے یا اس کی لڑکی لینے میں بڑی ذلت محسوس کرتا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے متعلق

بڑا بھاری سبق

دیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ انہوں نے پھر بھی نصیحت حاصل نہ کی۔ دلّی کی تباہی اسی کی وجہ سے ہوئی۔ بغداد کی تباہی اسکی وجہ سے ہوئی۔ مصر کی تباہی اسی کی وجہ سے ہوئی۔ اندلس کی تباہی اس کی وجہ سے ہوئی۔ اندلس تو وہ سارا ایک مسلمانوں کا تھا۔ اور آج ایک ہی مسجد جو وہاں باقی ہے عیسائی اس کو بھی گرانے کی فکر میں ہیں۔ غرض مسلمانوں پر انتہا درجہ کا ظلم ہوا۔ مگر اب بھی انہیں یہی شوق ہے کہ سینما دیکھیں اور گانا بجانا سُنیں۔ وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ بڑا اچھا سینما آیا ہے جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہیں کہ بڑا اچھا میراثی آ گیا ہے۔ غرض مسلمان برابر عیش و طرب میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو بھی خدا تعالیٰ نے اس بات سے ڈرایا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ

یاتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ (تذکرہ ص ۴۸۲)

تجھ پر ویسا ہی زمانہ آنے والا ہے جیسے موسیٰ پر آیا تھا۔ عام طور پر اس کے یہ معنے سمجھے جاتے ہیں کہ جس طرح موسوی قوم کو فرعونی مظالم کا مقابلہ کرنا پڑا اسی طرح جماعت احمدیہ کو بھی مختلف ابتلاؤں میں سے گذرنا پڑے گا۔ لیکن ایک اور بات جس کی طرف اس الہام میں اشارہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ یہودی مرد اور یہودی عورتیں ناچنے گانے میں بڑی مشہور ہیں۔ پس اس الہام میں

اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ تیری قوم پر بھی ایک ایسا ہی زمانہ آنے والا ہے۔ یعنی وہ بھی اپنے اصل فرض کو بھول کر گانے بجانے کی طرف توجہ کریں گی۔

میں تو سمجھتا ہوں

کہ اگر تاریخ کی گواہی سے بھی کسی قوم کو ہوش نہیں آتا اور وہ اسی راستہ پر قدم مارتی چلی جاتی ہے۔ جس پر چل کر پہلے لوگ ہلاک ہو گئے۔ تو اس قوم کا مر جانا اس کی زندگی سے بہتر ہوتا ہے۔ میرے نزدیک ملتان کے سیکرٹری کو جس نے یہ چٹھی لکھی ہے مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اسے چاہیئے تھا کہ ساری جماعت کے سامنے مسجد میں اس نوجوان کو کھڑا کرتا اور اسے کہتا کہ وہ سب لوگوں کے سامنے یہ الفاظ کہے کہ میں اپنے اس فعل سے ساری جماعت کو تنبیہ کر دوں گا۔ میں احمدیت کو چھوڑ دوں گا۔ کیونکہ جو کام میں کر رہا ہوں۔ اس سے میں بھی مٹوں گا۔ اور احمدیت بھی مٹے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک خبیث سے خبیث منافق بھی یہ الفاظ کہنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ مگر یہی ہو سکتا ہے کہ وہ جماعت سے

اپنی علیحدگی کا اعلان کر دے

لیکن ایسا شخص جماعت سے جتنی جلدی نکل جائے اتنا ہی اچھا ہے۔ اور اس کے نکلنے سے ہمیں کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ بلکہ ہماری ترقی ہی ہو گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسی غلطی میں مبتلا رہے کہ میں اپنے ہاتھ سے مسلمانوں کو کس طرح سزا دوں حالانکہ سوال یہ ہے کہ جب مسلمان دوسرے مسلمانوں کو مارنے کے لئے کھڑے ہو جائیں تو وہ مسلمان ہی کب رہتے ہیں کہ ان کو سزا دینے میں ہچکچاہٹ محسوس کی جائے میں سمجھتا ہوں۔ اگر حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں مروان کو مروا دیا جاتا اور

عبد اللہ بن سبا

کو مروا دیا جاتا تو یہ فتنہ ہی دب جاتا۔ مروان یوں خبیث الفطرت آدمی نہیں تھا۔ لیکن جب اس کی وجہ سے دوسرے مسلمان مارے جا رہے تھے تو اگر اس کی گردن اڑا دی جاتی تو اس میں کیا حرج تھا۔ اسی طرح عبد اللہ بن سبا سارے کوفہ اور مصر اور بصرہ میں فساد برپا کر رہا تھا۔ مگر اس کی گردن نہیں اڑائی گئی۔ سر گردن اڑائی گئی تو حضرت عثمانؓ کی اڑائی گئی۔ جو خدا تعالےٰ کے خلیفہ تھے۔ اگر مروان اور عبد اللہ بن سبا کی گردنیں اڑا دی جاتیں تو نہ حضرت علیؓ کا واقعہ ہوتا۔ اور نہ امام حسینؓ کی شہادت ہوتی۔ پس ایسے لوگ اگر الگ ہو جائیں گے تو ہمارے لئے اس میں کوئی حرج نہیں پہلے لوگوں نے اس وجہ سے نقصان اٹھایا کہ انہوں نے مجرموں کو سزائیں نہ دیں اور یہ خیال کر لیا کہ مسلمانوں میں فساد نہ ہو۔ حالانکہ سزا دینا فساد پیدا کرنا نہیں۔ بلکہ فساد کو مٹانے کا ایک ذریعہ ہے۔ کیپر باقی

جماعت کا بھی کام ہے

کہ وہ ایسے مواقعہ پر متحد ہو جایا کرے اور کسی کو فساد پھیلانے نہ دے۔ اصل میں سارے کام جماعت کے ہوتے ہیں۔ اکیلا آدمی کوئی کام نہیں کر سکتا۔ اگر حضرت عثمان رضؓ کے زمانہ میں تمام مدینہ والے فتنہ پھیلانے والوں کے مقابلہ میں کھڑے ہو جاتے تو کسی کی جرأت نہیں تھی کہ وہ حضرت عثمانؓ پر حملہ کر سکتا۔ یہ جرأت انہی اسلئے ہوئی کہ انہوں نے دیکھا کہ حضرت عثمانؓ اس وقت اکیلے ہیں۔ اور کوئی ان کی مدد نہیں کر رہا۔ لوگ یہ تو بحثیں کرتے ہیں۔ کہ حضرت عثمانؓ کا کیا قصور تھا کہ ان کے زمانہ میں یہ فسادات ہوئے مگر یہ کبھی بحث نہیں کرتے۔ کہ مصر کے مسلمانوں کا کیا قصور تھا۔ کوفہ کے مسلمانوں کا کیا قصور تھا۔ بصرہ کے مسلمانوں کا کیا قصور تھا۔ مدینہ کے مسلمانوں کا کیا قصور تھا؟ حالانکہ

اصل سوال

جس پر بحث ہونی چاہیئے۔ وہ یہی ہے۔ اگر اس وقت سارے کے سارے مسلمان فتنہ پردازوں کے مقابلہ میں کھڑے ہو جاتے تو کیا مروان یا عبد اللہ بن سبا، کی مجال تھی۔ کہ وہ فتنہ پھیلا سکتے۔ پس اس جھگڑے کا اصل حل یہی ہے کہ یہ سارا علی کا قصور تھا۔ اگر وہ سب کے سب مل جاتے تو کسی کو جرأت نہیں ہو سکتی تھی۔ کہ وہ کوئی فتنہ پیدا کر سکتا۔

دیکھ لو

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات

پر مولوی محمد علی صاحب نے ایک بڑا فتنہ کھڑا کیا۔ وہ جماعت میں بڑا اثر اور رسوخ رکھنے والے تھے مگر ہماری جماعت نے ان کے مقابلہ میں ایسا اتحاد دکھایا کہ وہ کچھ بھی نہ کر سکے۔ اور پھر تو ایسی حالت ہو گئی کہ یا تو ایک زمانہ میں انہوں نے یہ کہا تھا۔ کہ اٹھانوے فی صدی جماعت ہمارے ساتھ ہے اور دو فیصدی ان کے ساتھ اور یا پھر انہوں نے کہا میرے ساتھ تو صرف دو فیصدی جماعت ہے اٹھانوے فیصدی جماعت مرزا محمود احمد کے ساتھ ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اگر غیر مبایعین کی تعداد صحیح طور پر معلوم کی جا سکے۔ تو وہ دو فیصدی بھی نہیں بنیں گے۔ اس سے کم ہی ہوں گے۔ ایکدفعہ

ایک غیر احمدی رئیس

جو راولپنڈی کے رہنے والے ہیں مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ انہیں لوگ عام طور پر احمدی کہتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو لوگ احمدی کہتے ہیں کیا یہ بات ٹھیک ہے۔ وہ کہنے لگے ایک لحاظ سے تو یہ بات ٹھیک ہے لیکن ایک لحاظ سے غلط ہے۔ غلط اس لحاظ سے ہے کہ میں نے بیعت نہیں کی۔ اور صحیح اس لحاظ سے ہے کہ میری بیوی غیر مبایعین میں سے ہے اور اس کی وجہ سے لوگ مجھے بھی احمدی کہہ دیتے ہیں۔ پھر کہنے لگے میں ایک دفعہ مولوی محمد علی صاحب کی بیعت کرنے کے لئے لاہور گیا۔ مگر جب میں

ان کے مرکز میں پہنچا

تو وہ مجھے بالکل اجاڑ نظر آیا۔ میں نے کہا ایسی اجاڑ جگہ میں میں نے بیعت کیا کرنی ہے چنانچہ بغیر بیعت کئے میں واپس آ گیا۔ پس اس لحاظ سے کہ میں نے بیعت نہیں کی میں احمدی نہیں۔ لیکن اس لحاظ سے کہ میری بیوی احمدی ہے اور اس کا مجھ پر اثر ہے میں بھی احمدی ہوں اور احمدی دوستوں کی خدمت کا مجھے ہمیشہ خیال رہتا ہے۔

"تکبر کیا چیز ہے؟ مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں"

اپنی جماعت کو نصیحت

(ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو۔ کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں:۔

• ـــ ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اسلئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ

• ـــ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے کیا خدا قادر نہیں کہ اُس کو دیوانہ کر دے!

• ـــ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ:۔

• ـــ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اس سے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔

• ـــ ایسا ہی وہ شخص جو صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن و جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے۔ اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اس پر بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

• ـــ ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔

• ـــ سو تم اے عزیزو ان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔

• ـــ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اُس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔

• ـــ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے۔ اُس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔

• ـــ ایک غریب بھائی جو اُس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اُس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔

• ـــ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔

• ـــ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔

• ـــ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔

• ـــ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔

• ـــ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اُس سے کرو اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو۔"

(نزول المسیح صفحہ ۲۴ و ۲۵)

احمدیہ مشن جرمنی کی نہایت کامیاب مساعی

عیدین پر مختلف ممالک کے مسلم و غیر مسلم معززین کی آمد۔ فرینکفورٹ کے شہر میں

ایک اور مسجد کے لئے زمین کی خرید

"ہیمبرگ کی احمدیہ مسجد عیسائی دنیا کیلئے خطرے کا ایک الارم ہے۔" (ایک پادری)

(مارچ تا اگست ۱۹۵۸ء کی رپورٹ)

از مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب بی اے انچارج جرمنی مشن

(۱) تقاریر

۲۸ر مارچ کو مسجد دیکھنے کے لئے ہیمبرگ کے ایک ہائی سکول کی کلاس جو چالیس طلبہ پر مشتمل تھی اپنی دو استانیوں کے ہمراہ آئی۔ مسجد دکھانے کے بعد انہیں لیکچر روم میں بٹھایا گیا۔ خاکسار نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے خوش آمدید کہا۔ اور اسلامی تعلیمات کو مختصر طور پر ان کے سامنے پیش کیا۔ اور اس کا عیسائیت کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے اسلام کی برتری کو واضح رنگ میں پیش کیا۔ ... فائدہ اٹھاتے ہوئے مسجد کی ... کو بھی واضح کیا۔ اور اس بات پر زور دیا کہ ہیمبرگ میں مسجد کی تعمیر کے ساتھ صلح امن اور رواداری کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ تقریر کے بعد طلبہ نے سوالات بھی دریافت کئے۔ جن کے جواب دیئے۔ انہیں ایک ٹریکٹ "اسلام کیا ہے" مطالعہ کے لئے دیا۔ استانیاں دو گھنٹہ تک مسجد میں ٹھہری رہیں۔ ان سے اسلام کے بارہ میں تفصیلی گفتگو ہوتی۔ اور انہیں مزید لٹریچر مطالعہ کیلئے دیا۔

۲۶ر مارچ کو خاکسار نے مسجد میں "اسلام میں عورت کا درجہ" کے موضوع پر تقریر کی۔ حاضری بفضلہ تعالےٰ معقول تھی۔ ۷۵ منٹ تک خاکسار نے اس موضوع پر اسلامی تعلیمات کو پیش کیا۔ قرآن کریم اور احادیث سے اس امر کو بالبداہت ثابت کیا کہ آج روئے زمین پر صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو عورت کی صحیح حیثیت اور مقام کو پیش کرتا ہے۔ شادی۔ طلاق۔ تعدد ازدواج۔ ورثہ اور پردہ کے بارہ میں اسلامی تعلیم کو پیش کیا۔ اور عیسائیت کی تعلیم سے موازنہ کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات کی برتری کو واضح کیا۔ تقریر کے بعد دیر تک سوالات کا سلسلہ جاری رہا۔ حاضرین نے خاص دلچسپی کا اظہار کیا۔ خاکسار نے سوالات کے جوابات دیئے۔ سوالات کا سلسلہ کم و بیش دو گھنٹہ تک جاری رہا۔

(۲) عیدین

عید الفطر کی تقریب مسجد میں ۲۰ر اپریل کو نہایت اہتمام سے منائی گئی۔ لوکل احمدی احباب کے علاوہ اسلامی ممالک کے مسلمان بھی نماز میں شریک ہوئے۔ مشن سے خاص تعلق رکھنے والے غیر مسلم احباب بھی مدعو تھے۔ پریس کے نمائندے اپنے کیمروں کے ساتھ فوٹو لینے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ خاکسار نے نماز پڑھائی۔ اور خطبہ میں روزوں کی فلاسفی کو واضح طور پر پیش کیا۔ اور موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلامی تعلیمات کو بھی خلاصۃً پیش کیا۔ سب حاضر احباب کی بعد میں مٹھائی اور چائے سے تواضع کی گئی۔ ۲۰ احباب کھانے پر بھی مدعو تھے ہیمبرگ کے لوکل اخبارات نے اس مبارک تقریب کا اچھے الفاظ میں ذکر شائع کیا۔

عید الاضحیہ کی تقریب ۲۸ر جون کو مسجد میں منانے کی توفیق ملی۔ اس موقعہ پر بھی لوکل احمدی احباب کے علاوہ بفضلہ تعالےٰ پاکستان ہندوستان۔ ٹرکی۔ مصر۔ یوگوسلاویہ الجزائر اور شام کے مسلمان نماز میں شریک ہوئے۔ پریس کے نمائندے بھی موجود تھے خاکسار نے نماز کے بعد خطبہ دیا۔ اور قربانی کی اہمیت کو کھول کر بیان کیا۔ اس بات پر خاص طور پر زور دیا۔ کہ آج روئے زمین پر صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو انسان کی دلی تسکین راحت اور اطمینان کے سامان بہم پہنچاتا ہے۔ اور غیر مسلم احباب سے اپیل کی کہ وہ سنجیدگی سے اسلامی تعلیمات پر غور کرنے کی طرف توجہ کریں۔ کیونکہ موجودہ زمانہ کے حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ سے ہر انسان اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کی کوشش کرے تاکہ دنیا سے بدامنی دور ہو سکے۔ اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت پھر دنیا میں قائم ہو سکے۔ اور امن اور صلح کے سامان پیدا ہو سکیں اس سال خدا کے فضل و کرم سے قربانی کا بھی انتظام کیا گیا۔ اور ایک بکرا ہم نے خود ذبح کرنے کا انتظام کیا۔ سب حاضر احباب کی کافی اور مٹھائی سے تواضع کی اور بعد میں بفضلہ تعالےٰ وسیع پیمانہ پر کھانے کی دعوت کا بھی انتظام کیا۔ جس میں مسلمان احباب شریک ہوئے۔ پریس میں بفضلہ تعالےٰ تقریب کا خوب چرچا ہوا۔ اور ایک نہایت اہم سنڈے پیپر (Sunday Paper) نے نماز عید کی فوٹو بھی شائع کی۔

(۳) فرینکفورٹ میں مسجد کے لئے زمین کی خرید

اس امر کا ذکر احباب کے لئے خاص دلچسپی اور خوشی کا باعث ہوگا کہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے عرصہ زیر رپورٹ میں فرینکفورٹ میں مسجد کی تعمیر کے لئے زمین کی خرید کی توفیق عطا فرمائی۔ انتظامات کی تکمیل کے لئے دو دفعہ وہاں کا سفر کیا۔ دونوں دفعہ برادرم عبدالکریم صاحب ڈنکر میرے ہمراہ تھے وہاں کے افسروں سے متعدد ملاقاتیں کیں۔ ۲۰ر جون کو زمین کا معاہدہ مکمل ہوا اور اسی روز یہ معاہدہ منظوری کے لئے محکمہ متعلقہ کو مل کر پیش کیا۔ ہیمبرگ واپس آکر متعدد بار ٹیلیفون پر افسران سے گفتگو کی اور خط و کتابت کے ذریعہ ان سے ضروری امور طے کرکے انتظامات ہوتے رہے۔ اور ۱۲ر اگست کو زمین کا انتقال جماعت کے نام ہو گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔ زمین کا رقبہ ۱۵۳۰ مربع میٹر ہے اور یہ زمین بفضلہ تعالےٰ نہایت اچھی جگہ واقع ہے۔

ہیمبرگ کی مسجد کی تعمیر کے بعد اتنے قلیل عرصہ میں فرینکفورٹ میں مسجد کے لئے زمین کی خرید صرف اور صرف حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ذاتی توجہ کا نتیجہ ہے۔

زمین کی خرید کے سلسلہ میں فرینکفورٹ کی گورنمنٹ نے ہم سے ہر ممکن تعاون کیا۔ جس کے لئے وہ شکریہ کی مستحق ہے۔

اب ہم اس کوشش میں ہیں کہ ہم اللہ تعالےٰ کے فضل کے بھروسہ پر اس سال تعمیر مسجد کا کام بھی وہاں شروع کر سکیں۔ اور اس سلسلہ میں احباب کی دلی دعاؤں کے محتاج ہیں۔

(۴) برادرم عبدالشکور صاحب کنزے کی جرمنی میں آمد

برادرم عبدالشکور صاحب کنزے ۳½ سال امریکہ میں تبلیغ اسلام کے فرائض سرانجام دینے کے بعد ۱۱ر اگست کو جرمنی بمعہ اہل و عیال تشریف لائے ہم نے بندرگاہ پر پہنچ کر ان کا استقبال کیا۔ اور خوش آمدید کہا۔ اب وہ جرمنی میں بطور مبلغ کام کریں گے۔ ان کی آمد کی اطلاع خاکسار نے جرمن پریس ایجنسی (German Press Agency) کو دی۔ اور یہ خبر بفضلہ تعالےٰ جرمنی بھر کے اہم اخبارات میں نہایت اچھے الفاظ میں شائع ہو چکی ہے۔ اس خبر کا ملخص احباب کی دلچسپی کے لئے درج ذیل ہے:۔

"جماعت احمدیہ کا پہلا جرمن مبلغ"

ہر عبدالشکور کنزے پہلے جرمن مبلغ ... جہاز کے ذریعہ امریکہ سے ہیمبرگ پہنچ چکے ہیں۔ وہ ہیمبرگ سے نیورنبرگ جاکر وہاں کی جماعت کی قیادت کا کام شروع کریں گے۔ مسٹر کنزے برلن میں پیدا ہوئے اور اسلام قبول کرنے کے بعد جماعت احمدیہ کے دونوں مراکز ربوہ اور قادیان میں اسلامی تعلیم حاصل کرنے کے لئے کئی سال مقیم رہے ربوہ میں انہوں نے پاکستانی خاتون سے شادی کی۔ اور گذشتہ چار سال انہوں نے جماعت احمدیہ کے مبلغ کی حیثیت سے امریکہ میں کام کیا۔ جماعت احمدیہ کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے گذشتہ صدی کے آخر میں ہندوستان میں رکھی اور انہوں نے اسلامی تعلیمات کے مطابق مسیح موعود مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس جماعت کا کام اسلامی کتب کی اشاعت اور صحیح اسلامی تعلیمات کو دنیا بھر میں پھیلانا ہے۔ جماعت احمدیہ کے تبلیغی مراکز تمام دنیا میں موجود ہیں۔ یورپ میں جماعت کے مراکز ہیمبرگ۔ نیورنبرگ۔ ہالینڈ۔ سوئٹزرلینڈ۔ انگلینڈ۔ سپین اور سویڈن میں ہیں"۔

پریس میں یہ خبر پڑھ کر ایک پریس فوٹوگرافر فوٹو لینے کے لئے ... آیا۔ اور اس نے متعدد

فوٹو لئے۔ ہم دونوں کا ایک فوٹو ایک روزنامہ اخبار میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

برادرم کنزے صاحب فی الحال ہمارے ہاں مقیم ہیں۔ مسجد میں آنے والے احباب سے تبلیغی گفتگو کرنے میں میرا ساتھ دے رہے ہیں۔ لوگ ان کی باتوں کو خاص دلچسپی سے سنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی آمد کو ہمارے لئے بابرکت کرے۔ اور ان کے وجود کو سلسلہ عالیہ کے لئے پہلے سے زیادہ مفید بنائے اللّٰھم آمین۔

۵۔ ہیمبرگ مسجد کا پریس میں چرچا

ہیمبرگ میں مسجد کی تعمیر کے ساتھ جرمنی میں بفضلہ تعالیٰ عیسائی دنیا میں کھلبلی مچ چکی ہے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں بھی کثرت سے مسجد کے بارہ میں مختلف اخبارات میں آرٹیکل شائع ہوئے۔ بعض اخبارات کے نہایت اختصار کے ساتھ اقتباسات درج ذیل ہیں:-

LUMEBURG کے ایک اخبار نے مسجد کا ذکر کرتے ہوئے ہیمبرگ کی مسجد کو عیسائی دنیا کے لئے خطرے کا الارم قرار دیا۔ اور اس نے پُرزور الفاظ میں کہا کہ باوجود عیسائیوں کے وسیع پروپیگنڈا اور پادریوں کی مخالفت کے اسلام ترقی کرتا چلا جا رہا ہے یہ امر حیرت کا باعث ہے کہ عیسائی دنیا کا صرف تیسرا حصہ عیسائیت کے اعتقادات پر یقین رکھتا ہے جماعت احمدیہ نے جرمن کو اسلام کی ترقی کے لئے بطور میدان چُن لیا ہے۔ اور ہیمبرگ میں مسجد کی تعمیر اس میدان کی اولین کڑی ہے۔ اور یہ امر ہم عیسائیوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ Wurzburg کا ایک اخبار رقمطراز ہے۔

ہیمبرگ میں مسجد کی تعمیر عیسائی دنیا کی سستی اور اپنے مذہب سے بے رُخی اور بے دلی پر دلالت کرتی ہے نہ کہ رواداری پر۔ جرمن کے ایک مذہبی اخبار The Church نے مسجد کے بارہ میں مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے یہ عیسائیت اور اسلام کے درمیان Holy war کا مرکز ہیمبرگ بن چکا ہے۔ یہ اب ہم پر منحصر ہے کہ ہم کس طرح مسجد کی تعمیر کے ساتھ وابستہ خطرات کا مقابلہ کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا جرمن کے لئے مبلغ مسٹر عبد اللطیف ۱۹۴۹ء میں ہیمبرگ میں آیا۔ اور ۱۹۵۷ء میں مسجد کی تعمیر اس کی آٹھ سالہ کامیاب جد وجہد پر دلالت کرتی ہے۔

BIELEFELD ایک اخبار کا ایک نامہ نگار "مساجد ہمارے ملک میں" کے عنوان کے ماتحت لکھتا ہے:-

"میری حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی جبکہ مجھے اپنے ہیمبرگ کے قیام کے دوران میں بتایا گیا کہ ہیمبرگ میں ایک مسجد تعمیر ہو چکی ہے مزید تحقیق کرنے پر مجھے اس بات کا علم حاصل کر کے اور بھی حیرانی ہوئی کہ جماعت احمدیہ ہیمبرگ کی مسجد کے علاوہ جرمن کے دیگر اہم شہروں میں باری باری مساجد کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے" (DÜSSELDORF)

۶۔ نومبائعین

عرصہ زیر رپورٹ میں بفضلہ تعالیٰ دو جرمن احباب نے بیعت کی۔ ایک دوست آجکل (Düsseldorf) میں رہتے ہیں۔ اور مشن کے کاموں میں خاص دلچسپی لیتے ہیں۔ اور اسلامی تعلیمات کے بارہ میں اپنے مطالعہ کو وسیع کرنے کا شوق رکھتے ہیں۔ چندہ ماہ بماہ باقاعدہ بھجواتے ہیں۔ ہیمبرگ مسجد کی تعمیر کیلئے بھی انہوں نے معقول رقم بطور چندہ دی ہے۔

دوسرے دوست ہیمبرگ میں رہتے ہیں اور انہوں نے ۲۵ اگست کو بیعت کی ہے۔ احباب ان دونوں احباب کی استقامت کے لئے دعا فرماویں۔

۷۔ متفرق امور

عرصہ زیر رپورٹ میں محترمی چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے ایک اہم مضمون Islam and international Relations کا جرمن زبان میں ترجمہ کرنے اور کتابی صورت میں ۱۵۰۰ کی تعداد میں شائع کرنے کی توفیق ملی ترجمہ کے کام میں ایک احمدی خاتون نے میری بہت مدد کی۔ محترم چوہدری صاحب کے ایک اور مضمون Islam and Slavery کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ اسے بھی انشاء اللہ شائع کیا جائے گا جلسہ جمعہ کا سلسلہ بفضلہ تعالیٰ باقاعدگی سے جاری رہا۔ ملاقاتوں کا سلسلہ مسجد کی تعمیر کے ساتھ پہلے سے بڑھ چکا ہے۔ تبلیغی خط وکتابت کا سلسلہ بھی باقاعدگی سے جاری رہا۔ بیروت میں اسلامی نمائش کے لئے اپنا لٹریچر بھجوایا۔ جسے نمائش کے منتظمین نے خوشی سے قبول کیا۔

درخواست دعا

مختصر طور پر رپورٹ کارگذاری عرض کرنے کے بعد خاکسار حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بزرگان سلسلہ عالیہ اور احباب سے عاجزانہ درخواست کرتا ہے کہ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو اپنی جناب میں نوازے۔ اور اس کے بہتر سے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ جیسا کہ خاکسار نے رپورٹ میں عرض کیا ہے ہیمبرگ کی مسجد کے ساتھ کام بہت بڑھ چکا ہے۔ اس لئے اب اس عاجز کو احباب کی دعاؤں کی پہلے سے بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے صحت اور ہمت کے ساتھ اپنے دین کی خدمت کے زیادہ سے زیادہ مواقع عطا کرے۔ اور وہ دن جلد لائے جبکہ اسلام کا پرچم اس ملک میں جگہ جگہ لہراتا ہوا نظر آئے۔ یہی ہماری خواہش اور یہی ہماری تڑپ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے ہم امیدوار ہیں اور یقین سے اس چٹان پر قائم ہیں کہ احمدیت انشاء اللہ جلد از جلد اکناف عالم میں غالب طور پر کامیاب ہوگی۔

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

کانپور میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جماعت احمدیہ کانپور کے زیر اہتمام مورخہ ۱۴ ؍ ۸ ؍ ۵۸ء بروز اتوار ۴ بجے شام سے ۷ بجے شام تک خوش عالم مکان واقع گھنٹیاں بازار میں ایک جلسہ عام ہوا۔ جلسہ گاہ کو رنگا رنگ کی جھنڈیوں سے سجایا گیا۔ وقت مقررہ پر جلسہ کی کارروائی زیر صدارت صاحبداد خان صاحب سب انسپکٹر منعقد ہوئی۔ سب سے پہلے عزیزم محمد سعید نے تلاوت قرآن پاک کی۔ بعد ازاں محترم صاحبداد خان صاحب نے قرآن پاک کی تلاوت کی اور تلاوت کردہ آیات کا آسان اور لفظی ترجمہ بیان فرمایا۔ آپ کے بعد محترم محمد اسمٰعیل صاحب نے خوش الحانی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم درثمین سے سنائی۔ اس کے بعد خاکسار نے جلسہ کی غرض وغایت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ فی زمانہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر غیروں کی طرف سے قسما قسم کے اعتراضات کئے جا رہے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق سیرت پاک کے جلسے منعقد کر کے حضور کی تعلیم سے غیروں کو روشناس کریں اور حضور کے اخلاق فاضلہ کو بیان کر کے ہر انسان کو اسوۂ رسول پر چلنے کی تلقین کریں۔ اسی غرض کے ماتحت آج کا یہ جلسہ منعقد کیا جا رہا ہے امید ہے کہ سامعین ہمہ تن گوش ہو کر تقاریر سنیں گے۔ جلسہ کی غرض بیان کرنے کے بعد محترم مولانا بشیر احمد صاحب مبلغ انچارج دہلی نے سیرت کے موضوع پر ایک گھنٹہ تک مؤثر تقریر فرمائی جس میں آپ نے بعض سابقہ کتب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر کرنے کے بعد حضور کے بچپن جوانی اور ادھیڑ عمر کے چیدہ چیدہ واقعات بیان فرمائے۔ اسی ضمن میں آپ نے حضور کے ان اخلاق عالیہ کا بھی ذکر فرمایا۔ جو حضور نے مختلف اوقات میں بطور اسوہ حسنہ ہمارے سامنے رکھے اور ان اخلاق کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے توجہ دلائی کہ ایک مسلمان کے اندر بھی ان اخلاق کا ہونا ضروری ہے تبھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم صحیح رنگ میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہیں۔ بالآخر آپ نے حاضرین کو بتایا کہ خدا پر محکم یقین اور اخلاق فاضلہ یہی دو چیزیں ہیں جن کی بناء پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کامیاب و کامران ہوئے اور آج بھی مسلمان انہی دونوں چیزوں پر عمل کر کے کامیابی اور کامرانی حاصل کر سکتے ہیں خدا پر توکل اور یقین حضور کا کتنا مضبوط تھا۔ اور حضور کے اخلاق کیسے بلند تھے مختلف مثالوں سے آپ نے اس کی وضاحت فرمائی۔

آپ کی تقریر کے بعد محترم صاحبداد خان صاحب نے قرآن مجید کا وہ چیلنج جو اپنی مثل لانے کے بارہ میں دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:-

"یہ چیلنج آج بھی دنیا میں موجود ہے لیکن قرآن مجید کی مثل لانے کی آج تک کسی کو توفیق نہیں ملی۔ یہ چیلنج اسلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بیّن ثبوت ہے"

آپ نے اس کے بعد ان پیشگوئیوں کا تذکرہ فرمایا جو قرآن کریم میں موجود ہیں۔ اور ۱۳۰۰ سال کے بعد آج پورے زمانہ میں پوری ہو رہی ہیں۔ مثلاً قرآن مجید کی پیشگوئی کے مطابق فرعون مصر کی لاش کا محفوظ رہنا اور اسی زمانہ میں اس کی تحقیق ہونا بلکہ .... قرآن مجید کی پیشگوئی کے مطابق اونٹنیوں کا بیکار ہونا۔ نئی سواریوں کا نکلنا یہ سب پیشگوئیاں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسلام اور قرآن مجید کی حقانیت کا زبردست ثبوت ہے۔

آپ کی تقریر کے بعد دعا پر جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔

خاکسار:-

محمد حمید سیکرٹری دعوت وتبلیغ

کانپور

مصلح موعود کی صفت "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" کی حقیقت

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی)

گذشتہ مضمون میں یہ امر بہ دلائل ثابت کیا جا چکا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی پیشگوئیوں و تحریرات میں صاف طور پر تین کو چار کرنے والے کم از کم دو لڑکے تو صریح بیان ہوتے ہیں۔ ایک وہ جس کا نام ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں مفصل اور سبز اشتہار میں محمود رکھا گیا ہے۔ دوسرا وہ جس کا اسی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں چار کے لفظ کیا ضمنی طور پر ذکر کیا گیا ہے اور رسالہ ... ہی بعد ... مبارک نام بتایا گیا ہے اور پھر اس انجام آتھم میں سنے الہام نے اسے واضح کر دیا ہے اور یہ وہ لڑکا ہے جو محمود کے بعد چوتھے نمبر پہ پیدا ہونے والا تھا۔ ان ہر دو کی صراحت حضرت کے الہامات سے بالکل عیاں ہے کیونکہ اس قسم کا الہام آپ کو ایک سے زیادہ دفعہ ہوا ہے۔ اور الہامات نے ہر دو کو الگ الگ قرار دیا ہے۔

ایک سے زیادہ دفعہ الہام ہونے کا اقرار ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لاہوری کو بھی ہے (مجدد اعظم صفحہ ۱۵۴) جس سے ظاہر ہے کہ اہل پیغام کے نزدیک بھی تین کو چار کرنے والے کم از کم ایک سے زیادہ لڑکے ہیں۔ ان کے نزدیک بھی مبارک جو چوتھا لڑکا تین کو چار کرنے والا تھا۔ علاوہ اس کے ان کے خیال میں چوتھی صدی میں پیدا ہونے والا کوئی فرضی لڑکا بھی اس صفت کا حامل ہوگا۔ پس اگر ان کے نزدیک بھی کم از کم دو لڑکے اس صفت کے حامل ہو سکتے ہیں۔ تو پھر مبارک کے علاوہ آپ کے موجودہ لڑکوں میں سے اگر کوئی لڑکا تین کو چار کرنے والا ہوگا تو اس پر انہیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے جبکہ وہ واقعات کی رو سے دیگر صفات سے بھی متصف ہو اور نو سالہ الہامی میعاد کے اندر پیدا ہوا ہو۔ ایسی صورت میں دیکھا ... اسے مصلح موعود ماننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔

یہ بھی یاد رہے کہ جس طرح مصلح موعود اور مبارک ہر دو تین کو چار کرنے والے ہیں۔ اسی طرح وہ بعض اور باتوں میں بھی اشتراک رکھتے ہیں۔ مثلاً جس طرح چوتھے لڑکے کا نام مبارک رکھا گیا ہے مصلح موعود کی بھی ایک صفت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ برکت والا ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام معترضین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"بھلا آؤ اگر سچے ہو تو پہلے اس امر کا فیصلہ کر لو کہ ہم نے کب اور کس وقت اور کس اشتہار میں یہ شائع کیا تھا۔ کہ اسی بیوی سے پہلے لڑکا ہی ہوگا۔ اور وہ لڑکا بھی بابرکت موعود ہوگا جس کا ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں وعدہ دیا گیا تھا اشتہار مذکور میں تو یہ لفظ بھی نہیں کہ وہ بابرکت موعود ضرور پہلا ہی لڑکا ہوگا۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۴۱)

اس میں صاف لفظوں میں مصلح موعود کے بابرکت ہونے کا آپ نے ذکر فرمایا ہے مگر اس اشتراک کا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا کہ ان صفات کا حامل صرف مبارک ہی ہے۔ مبارک چونکہ تو تریاق القلوب کے وقت پیدا ہو چکا تھا۔ اس میں آپ نے اس کے متعلق یہ کہیں نہیں لکھا کہ یہی مبارک نامی جو لڑکا مصلح موعود ہے۔ پس یہ خیال کہ آپ نے اپنے اجتہاد سے مبارک کو مصلح موعود قرار دیا تھا محض دھوکہ ہے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ان اشتراکی امور کے علاوہ آپ نے بعض اور ایسے امور کا بھی ان کے متعلق ذکر فرمایا ہے۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مصلح موعود اور مبارک نامی لڑکا دو الگ الگ لڑکے ہیں نہ کہ ایک ہی۔ اور وہ یہ کہ مبارک نامی لڑکے کے متعلق تو آپ نے صرف ایک ہی احتمال کا ذکر فرمایا تھا۔ اور لکھا ہے کہ وہ آئندہ لڑکوں میں سے چوتھا لڑکا ہوگا مگر مصلح موعود کے بارہ میں جو تحریر فرمایا ہے۔ اس میں مصلح موعود کے متعلق دو احتمالوں کا ذکر کیا تھا۔ یعنی یہ کہ وہ چوتھا لڑکا ہوگا یا یہ کہ وہ چوتھا بچہ ہوگا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"اس کی صفت میں اشتہار مذکور میں یہ لکھا ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا جس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہ چوتھا لڑکا ہوگا یا چوتھا بچہ ہوگا۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۴۱ حاشیہ)

پس ہر دو کا فرق بھی ظاہر ہے۔ لہذا اس فرق کی موجودگی میں حضرت اقدس کس طرح مصلح موعود و مبارک کو ایک قرار دے سکتے تھے۔

پھر یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ الہام میں دوشنبہ کا لفظ دو دفعہ آیا ہے۔ ایک دفعہ مبارک کے نام سے قبل اور دوسری دفعہ اس کے بعد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان میں سے صرف پہلے کو جس کا تعلق مبارک سے تھا مبارک پر چسپاں فرمایا ہے اور دوسرے دوشنبہ کو اس پر چسپاں نہیں کیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ دوسرے دوشنبہ کا تعلق مبارک نامی لڑکے کے ساتھ نہ تھا بیشک مبارک کا عقیقہ دوشنبہ کو ہوا۔ مگر دوسرا دوشنبہ نہ اس پر چسپاں ہو سکتا تھا نہ آپ نے اس پر چسپاں کیا۔ پس اس دوسرے دوشنبہ کا تعلق صرف مصلح موعود ہی کے ساتھ ہے۔ اس سے بھی مصلح موعود اور مبارک نامی لڑکے کا فرق ظاہر ہے۔ اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ حضور کے نزدیک یہ دو جدا جدا لڑکے ہیں نہ کہ ایک۔ پس آپ مصلح موعود والی پیشگوئی کو مبارک پر چسپاں نہ کر سکتے تھے۔ اور نہ ہی آپ نے کیا جیسا کہ مذکورہ وضاحتوں سے ظاہر ہے۔ اس جگہ اس امر کا جان لینا بھی ضروری ہے کہ مصلح موعود اور چوتھے اور پھر مصلح موعود اور تین کو چار کرنے والے میں نیز چوتھے اور تین کو چار کرنے والے میں کیا نسبت ہے۔ کیونکہ اسے نہ سمجھنے کی وجہ سے اس کے مصداق کی تعیین کے سمجھنے میں مغالطہ ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ بعض کو ہوا بھی ہے۔ اور انہوں نے اس بارہ میں حضور کی طرف اجتہادی غلطی کو منسوب کر دیا ہے۔

مصلح موعود اور چوتھے میں نسبت

(۱) بیشک مصلح موعود کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ایک لحاظ سے چوتھا بھی ہو مگر یہ ضروری نہیں کہ جو بھی چوتھا ہو وہ مصلح موعود بھی ہو۔ مبارک چوتھا تھا۔ مگر وہ نو سالہ میعاد کے اندر نہ پیدا ہونے کی وجہ سے مصلح موعود نہ ہو سکتا تھا۔ مصلح موعود کے لئے نو برس کی میعاد کے اندر پیدا ہونا ضروری تھا۔ اسلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبارک کو محض چوتھا ہونے کی وجہ سے مصلح موعود نہ قرار دے سکتے تھے۔ اور نہ ہی کبھی آپ نے اس کے متعلق ایسا لکھا۔

(۲) مصلح موعود اور تین کو چار کرنے والے میں نسبت یہ ہے کہ یہ ضروری ہے کہ مصلح موعود تین کو چار کرنے والا ہو۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو بھی تین کو چار کر دے وہ مصلح موعود بھی ہو۔ مبارک تین کو چار کرنے والا تھا مگر وہ مصلح موعود نہ تھا کیونکہ وہ عمر پانے والا نہ تھا۔ جیسا کہ آپ نے اس کے متعلق پہلے سے تصریح فرما دی تھی۔

(۳) چوتھے اور تین کو چار کرنے والے میں یہ نسبت ہے کہ ہر چوتھا تین کو چار کر دیتا ہے۔ جیسا کہ مبارک نے کیا۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ جو بھی تین کو چار کر دے وہ ضرور چوتھا بھی ہو۔ جیسا کہ لاہوریوں کا چوتھی صدی میں پیدا ہونے والا فرضی لڑکا ان کے نزدیک تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ مگر وہ حضرت اقدس کے لڑکوں میں سے چوتھا نہ ہوگا۔ جو کہ ایک ضروری شرط ہے۔

پس جب صورت حال یہ تھی تو محض اس بات کو دیکھ کر کہ مصلح موعود کی صفت تین کو چار کرنا ہے۔ اور مبارک کی بھی۔ آپ مبارک کو کس طرح مصلح موعود قرار دے سکتے تھے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مبارک کے متعلق چوتھا اور تین کو چار کرنے والا ہونے کے ذکر سے آپ کی مراد ہرگز یہ نہ تھی کہ وہ مصلح موعود ہے۔ یہ سراسر غلطی ہے کہ کسی کے بارہ میں تین کو چار کرنے یا چوتھا ہونے کے ذکر سے یہ دھوکا کھایا جائے کہ بس آپ نے اسے مصلح موعود قرار دے دیا تھا۔ حالانکہ مصلح موعود کے سوا بھی کسی کا چوتھا اور تین کو چار کرنے والا ہونا نہ صرف ممکن تھا بلکہ فی الواقع تھا بھی۔

ایک سوال اور اُس کا جواب

اب اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایک ہی قسم کی صفات کے حامل دو بیٹے کس طرح اور کیونکر ہو سکتے ہیں اور اس کی ضرورت ہی کیا پڑی تھی کہ ایک کے بعد ویسے ہی دوسرے لڑکے کا بھی ذکر کیا جاتا یا یہ دو بیٹوں کی ایک ہی قسم کی صفات کیوں رکھی گئیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مصلح موعود کے متعلق بعض وضاحتیں دوسروں کے ذریعہ سے کرانا چاہتا تھا۔ اور پھر پیشگوئی میں اختصار کا پہلو بھی مدنظر رکھنا چاہتا تھا۔ جو پیشگوئیوں کے لئے ضروری ہے۔ بات یہ ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں اصل و مستقل پیشگوئی تو مصلح موعود ہی کی ہے۔ جو اصالۃً بیان ہوئی ہے۔ مگر باقیوں کی وساطتہً ہوئی ہے جس طرح درخت کی شاخیں دراصل درخت کا جزء اور اس کا نمونہ ہوتی ہیں نہ کہ الگ اور مستقل وجود رکھنے والی چیز اسی طرح مصلح موعود کی پیشگوئی اصل اور مستقل پیشگوئی ہے۔ اور دوسروں کی اس کے لئے بطور نمونہ کے۔ بشیر اول مصلح موعود کے لئے بطور ایک نمونہ کے تھا۔ کیونکہ وہ اسکی بعض صفات کا حامل تھا۔ جیسا کہ دین کا چراغ۔ نور اللہ۔ بشیر۔ مبشر۔ حبیب

وغیرہ۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار میں دوسری بیوی سے کل پانچ لڑکوں کے پیدا ہونے کی پیشگوئی تھی۔ جس میں سے مستقل پیشگوئی مصلح موعود کی تھی۔ جس کا نام اس میں فضل لکھا گیا تھا۔ باقیوں میں سے ایک کا ذکر اس اشتہار میں فضل نامی مصلح موعود لڑکے کے ذکر سے پہلے ہوا تھا۔ اس کا نام بشیر اول ہے۔ اور باقی چار لڑکوں کا ذکر چار کے لفظ میں کیا گیا تھا اور ان میں سے چوتھے کا نام مبارک اسی اشتہار میں مذکور تھا۔ یہ بشیر اول اور چوتھا مبارک نامی لڑکا جو اپنی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد فوت ہو گئے۔ وہ دونوں ہی مصلح موعود کے لئے بعض امور کی وضاحت کا موجب بنے۔ چنانچہ ان میں سے بشیر اول کے متعلق خود حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں۔

"مصلح موعود کے لئے بطور ارہاص تھا اور ضروری تھا کہ مصلح موعود کا آنا معرض التواء میں رہتا جب تک کہ یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا۔ کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا اسلئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔"
(سبز اشتہار ۱۸۸۸ء)

چنانچہ بشیر اول کی وفات پر مصلح موعود کے متعلق مزید تفصیلات آپ پر کھلیں جو سبز اشتہار میں شائع کر دی گئیں۔ بشیر اول کی وفات سے قبل مصلح موعود کے لئے تین پیشگوئیاں شائع ہو چکی تھیں ایک ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار میں۔ دوسری ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں۔ جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ مصلح موعود نو سال کے عرصہ کے اندر اندر ضرور پیدا ہو گا خواہ جلد ہو یا بدیر۔ تیسری تتمہ دہم جولائی ۱۸۸۷ء والے اشتہار میں جو محمود نام کے ساتھ شائع کی گئی تھی۔ اور چوتھی پیشگوئی اب بشیر اول کی وفات کے بعد سبز اشتہار میں شائع کی گئی۔ جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ مصلح موعود وہی بشیر ثانی ہو گا۔ وہی بشیر اول کے بعد دوسرے نمبر پر بلا توقف پیدا ہو گا۔ اور اسی کے چار نام ہوں گے۔ فضل۔ محمود بشیر ثانی اور فضل عمر۔ بشیر اول اسی کا پیش خیمہ تھا۔ جس طرح بشیر اول مصلح موعود کے لئے بطور ارہاص تھا اور اس کا ذکر مصلح موعود والی پیشگوئی کے ساتھ شروع ہی کیا گیا۔ اسی طرح چوتھے لڑکے مبارک کا وجود بھی مصلح موعود کے لئے ایک قسم کی وضاحت کا موجب بنا۔ اسی لئے اس کا ذکر بھی اسی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی میں کچھ تو چار کے لفظ میں ضمناً کیا گیا اور کچھ اسکے مواہب صراحتاً مبارک نام کے ساتھ۔ اسی چوتھے مبارک نامی لڑکے کی پیدائش پر اس کے تین کو چار کرنے کی صفت کی کچھ تشریحات حضرت اقدس علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں۔ ان سے مصلح والی صفت کی وسعت کا پتہ لگتا ہے۔ وہ ہماری اس طرف راہنمائی کرتی ہیں کہ مصلح موعود کی صفت میں بھی وسعت ہے اور وہ بھی ایک سے زیادہ دفعہ مختلف رنگوں میں تین کو چار کرنے والا ہو گا ان وضاحتوں نے ہمیں بتا دیا کہ اس سے تعلق رکھنے والے فقرہ کے بھی کوئی ایک مخصوص معنی مقصود نہیں۔ بہرحال ہمیں اصولی طور پر اس کے ذریعہ سے اس امر کے لئے مدد مل گئی۔ کہ ہم یہ سمجھ سکیں کہ مصلح موعود کی اس صفت کے کیا کیا اور کس کس رنگ میں معنی ہو سکتے ہیں۔ اس چیز نے ہمارے لئے ایک راستہ کھول دیا۔ غرضیکہ بشیر اول و مبارک کی پیدائش اور وفات اپنے متعلقہ امور کے ذریعہ سے مصلح موعود کے بارہ میں کافی وضاحت کا باعث بنی۔

ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ کہ یہ امر آج تک کسی پر نہیں کھلا کہ تین کو چار کرنے کا کیا مطلب ہے۔ مگر یہ بھی ایک صریح دھوکہ ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس صفت کے بعض معنی بیان فرمائے ہیں جو ہمیں مصلح موعود کی اسی صفت کے معنی سمجھنے میں مدد دے سکتے ہیں اور دیتے ہیں۔ بیشک حضرت اقدس نے مصلح موعود سے تعلق رکھنے والے اس فقرہ کے متعلق کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا یوں کوئی وضاحت نہیں فرمائی تھی۔ بلکہ یہ لکھا تھا کہ اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے مگر مبارک کی پیدائش سے قبل اور اس کی پیدائش پر اس سے متعلقہ اسی قسم کی پیشگوئی کے بعض معنی بیان فرمائے تھے۔ جن سے ہمیں مصلح موعود کے متعلق بھی اس کی اس صفت کے معنی کی وسعت معلوم ہو گئی۔ اگر اس کی اس صفت کے صرف اسی قدر معنی ہوتے کہ وہ چوتھا ہو گا۔ تو اس فقرہ کی بجائے الہام میں محاورہ کے مطابق صرف چوتھا کا لفظ ہونا چاہیئے تھا۔ اور بات بھی یہی ہے کہ اس کے صرف اسی قدر معنی نہ تھے بلکہ اس کے اندر بڑی وسعت تھی اور اس کے کئی ایک معنی تھے۔

الہام کے وقت ان معنوں کی طرف ذہن کے منتقل نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اس قسم کا فقرہ کبھی سننے میں نہ آیا تھا اور نہ اس میں کسی چیز کی تعیین تھی۔ اور نہ ہی اس کے بارہ میں کسی قسم کی تفہیم ہوئی تھی اور یہ فقرہ متشابہ اور ذوالوجوہ تھا اور اس کے معنی کئی رنگوں میں ظاہر ہونے والے تھے۔ متشابہ فقرے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ کہ ان کے معنی ایک سے زیادہ ہو سکتے ہیں۔

اہل پیغام کے نزدیک بھی یہ فقرہ متشابہ ہے۔ اگرچہ مولوی محمد علی صاحب نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے۔ کہ یہ فقرہ متشابہ نہیں۔ اور لکھا ہے کہ ساری پیشگوئی میں سے صرف یہی ایک فقرہ محکم ہے۔ باقی ساری پیشگوئی متشابہات میں سے ہے مگر ان کے خسر صاحب نے اسے تسلیم نہیں کیا۔ اور اسے متشابہ ہی بتایا ہے (مجدد اعظم) بہرحال یہ فقرہ متشابہ ہے اور ایک سے زیادہ معنوں پر حاوی ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ متشابہات ہی مخالفوں اور منافقوں کی ٹھوکروں کا موجب ہوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"هو الذی انزل علیك الكتاب منه آیات محكمات هن ام الكتاب واخر متشابهات فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة"

کہ وہی ذات ہے کہ جس نے تجھ پر ایسی آیات اتاری ہیں جو محکم ہیں وہی کتاب کی جڑ ہیں اور کچھ اور آیات بھی اتاری ہیں۔ جو متشابہ ہیں۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ تو صرف متشابہات کی پیروی کرتے ہیں۔ اور محکمات کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ ان کی غرض تو فتنہ کھڑا کرنا ہوتی ہے۔

اس طرح وہ خود بھی ٹھوکر کھاتے اور دوسروں کی ٹھوکر کا بھی موجب بنتے ہیں مگر راسخین کے متعلق فرماتا ہے کہ

والراسخون فی العلم یقولون آمنا به كل من عند ربنا۔

کہ راسخ اور پختہ علم رکھنے والے لوگ ٹھوکر نہیں کھاتے۔

چنانچہ اہل کتاب کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں موجود تھیں مگر وہ انہیں کسی اور جگہ چسپاں کرتے رہے۔ اور آپ کو قبول نہ کیا۔ وہ بعض متشابہات کے متعلق کج بحثی میں مبتلا رہے کہ آنے والا ابھی نہیں آیا۔ اور اس طرح آپ کو ماننے سے محروم رہ گئے۔ یہی حال ہمارے پیغامی دوستوں کا ہے۔

پس اس الہامی فقرہ میں کسی خاص چیز کی تخصیص نہیں کی گئی تھی۔ دراصل اس الہام کے وقت اس کے معنوں کا کھلنا مصلحت کے خلاف بھی تھا۔ کیونکہ اخفاء کے پہلو کا مدنظر رکھنا بھی ضروری تھا۔ اور چونکہ یہ فقرہ متشابہات سے ہے اور ذوالوجوہ ہے اپنے اندر کئی قسم کے پہلو رکھتا ہے۔ اس کے معنوں میں کسی خاص پہلو پر انحصار رکھنا غلطی ہے

(باقی)

درخواستہائے دعا

(۱) خورشید جہاں صاحبہ بتھولی ضلع مونگھیر نے لکھا ہے کہ میری لڑکی جب اپنی ہم عمر لڑکیوں کو تبلیغ کر رہی تھی تو لڑکیوں کے مذاق اور تمسخر کی وجہ سے اسے صدمہ پہنچا۔ جس سے اس کا دماغی توازن بگڑ گیا ہے۔ اسکے لئے دعائے صحت فرمائی جائے

۲۔ سیٹھ محمد عبدالحی صاحب یادگیر [illegible] سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ اور طویل بیماری اور علاج معالجہ کی وجہ سے بہت گھبرا گئے ہیں۔ دعائے صحت فرمائیں۔

۳۔ مولوی محمد سلیم صاحب مبلغ اور ان کی اہلیہ کو اب پہلے سے افاقہ ہے۔ کامل صحت کے لئے دعا فرمائی جائے۔

۴۔ محمد صدیق صاحب نانی ناظر ڈی سی آفس لدھیانہ اپنی بعض مشکلات کے ازالہ اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

۵۔ عرصہ دراز سے والد صاحب کاروباری مشکلات کی وجہ سے سخت پریشان ہیں تمام احباب جماعت و بزرگان سے والد صاحب کی کاروباری مشکلات کے ازالہ کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار محمد اعظم حیدر آبادی متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

اموال بڑھانے کا ذریعہ

اگر آپ اپنے مال میں ترقی چاہتے ہیں تو اس کی زکوٰۃ ادا کریں۔ یہ ایسا تیر بہدف نسخہ ہے جو تیرہ سو سال سے کبھی خطا نہیں ہوا۔ پس اس آزمودہ پر عمل کرنا دین اور دنیا میں فلاح پانے کا حقیقی ذریعہ ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

منقولات

ورلڈ بینک کے قرضہ کا ناقابلِ برداشت سُود

واشنگٹن (امریکہ) کی اطلاع کے مطابق ہندوستان کی ریلوے کی ترقی کے لئے ورلڈ بینک نے ہندوستان کو پچاسی ملین ڈالر (بیاسی کروڑ روپیہ کے قریب) قرضہ دیا ہے۔ یہ قرضہ بیس برس تک ادا ہوگا۔ اور اس پر ورلڈ بینک ہندوستان سے ۵¾ فی صدی سالانہ سُود وصول کرے گا ۵¾ فی صدی سود کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان اس روپیہ پر آٹھ سینکڑہ ماہوار کے قریب سود دے گا۔ جسے ہندوستان کے لئے ناقابل برداشت اور یقیناً بھاری کا سود قرار دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ہندوستان کے بینک اس وقت روپیہ جمع کرانے والوں کو زیادہ سے زیادہ چار فی صدی سُود دیتے ہیں۔

ہندوستان کا غیر ممالک سے اتنی زیادہ شرح سود پر قرضہ لینا اپنی مالی ساکھ کو کمزور کرنا ہے۔ اور اگر ہمیں اپنی سکیموں اور ترقی کے لئے روپیہ کی ضرورت ہی ہے تو بہترین صورت یہ ہے کہ ہم نئے قوانین کے ذریعہ پبلک کے پاس سونا اور جواہرات نہ رہنے دیں اور اگر کوئی شخص مقررہ رقم سے زیادہ روپیہ اپنے پاس رکھے تو اُسے قابل ضبطی قرار دیا جائے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ اپنا روپیہ بینکوں میں جمع کرنے پر مجبور ہوں گے اور بینکوں کا یہ روپیہ گورنمنٹ آسانی کے ساتھ قومی ضروریات کے لئے استعمال کر سکتی ہے

(ریاست دہلی ۹/۱۵/۵۸)

سوویت یونین میں

ہندوستان میں سوویت یونین کے سفارت خانہ (دہلی) کے زیر اہتمام شائع ہونے والے پندرہ روزہ رسالہ "سوویت دیس" مجریہ ۹/۱/۵۸ سے چند دلچسپ سوال و جواب بلا تبصرہ:۔

(۱) سوال:۔ سوویت یونین میں ذاتی جائیداد کے مالک کے حقوق کیا ہیں؟

جواب:۔ ہمارے ملک میں نہ زمین پر کسی کی ذاتی ملکیت ہے نہ اس کے معدنوں، جنگلوں اور دریاؤں پر اور نہ فیکٹریوں کارخانوں، بجلی۔۔۔۔، ریلوں، آبی نقل و حمل، ذخیروں اور گوداموں پر۔ یہ سب اشتراکی جائیدادیں ہیں۔ جن پر پورے عوام کی ملکیت ہے۔ سوویت یونین میں کوئی شخص بھی ذاتی املاک دوسروں کی محنت سے فائدہ اُٹھانے کے لئے استعمال نہیں کر سکتا۔ ان معنوں میں ذاتی املاک کا ہمارے ملک میں وجود ہی نہیں ہے۔

لیکن ملک کے ہر شہری کو اپنی چیزیں بیچنے اور اپنے ذاتی استعمال کے لئے چیزیں خریدنے کا حق ہے۔ جو چیزیں کسی نے اپنی محنت سے بنائی ہوں وہ انہیں بیچ سکتا ہے۔ ان معنوں میں سوویت شہری صاحبِ املاک نظر آتا ہے۔ مثلاً تمام کاشتکاروں کو جو پنچایتی کھیتوں کی تنظیم کے ماتحت منظم ہیں اس پیداوار کو بیچنے کا حق ہے جو انہیں اپنی محنت کے معاوضے میں ملتی ہے۔ یہ پنچایتی کاشتکار اس اراضی کی پیداوار بھی بیچ سکتے ہیں جو ان کے گھر سے ملحق ہو۔

(۲) سوال:۔ سوویت یونین میں حقوق وراثت کیا ہیں؟

جواب:۔ ورثہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ قانونی ورثہ اور ورثہ بہ وصیت پہلی صورت میں متوفی کی تمام املاک (جس میں مکان، موٹر، سیونگ بنک کی رقم وغیرہ بھی شامل ہے) ورثاء کو ملتی ہے۔ یعنی بیوی، بچوں مجبور والدین کو اور ان لوگوں کو جن کا متوفی یا متوفیہ مرتے وقت کم از کم ایک سال تک کفیل رہا یا رہی ہو۔ اگر اس قسم کے عزیز و متعلقین نہ ہوں یا وہ موروثی املاک میں اپنے حصّے سے دست بردار ہو جائیں تو املاک والدین کو پہنچتی ہے۔ اگر وہ نہ ہوں تو متوفی کے بھائی بہن املاک کے وارث ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ساری املاک تمام ورثاء میں برابر برابر تقسیم ہوتی ہے

اس کے علاوہ ہر سوویت شہری کو حق ہے کہ اپنا وصیت نامہ مرتب کر دے۔ جس میں وہ اپنی املاک کی تقسیم کا کوئی اور طریقہ متعین کر سکتا ہے۔ وہ اپنی املاک یا اس کا کوئی جزو اپنے ورثاء میں سے کسی ایک یا چند کے یا کسی سرکاری یا ادارہ عامہ کے نام لکھ سکتا ہے۔ اگر کوئی قانونی وارث نہ ہو۔ تو املاک کسی بھی شہری کے نام چھوڑی جا سکتی ہے۔ وصیت نامہ مرتب کرنیوالے کے لئے صرف ایک پابندی ہے کہ وہ اپنے نابالغ بچوں کو اپنے ترکہ سے محروم نہیں کر سکتا جو انہیں قانونی ورثے میں املاک کے تقسیم ہونے سے پہنچتا۔

جب ہم "اس کی املاک" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ سوویت قانون میں بیوی کے لئے بھی مشترکہ طور پر حاصل کردہ املاک میں مساوی حقوق رکھے گئے ہیں اور انھیں خود اس املاک پر ملکیت کا پورا اختیار دیا گیا ہے۔ جو شادی سے پہلے ان کی اپنی یا شادی کے بعد دونوں کی تھی۔ اس لئے "عورت یا مرد کی املاک" کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ مشترکہ طور پر حاصل کردہ املاک کا نصف۔ نیز شادی سے قبل کی پوری املاک ورثے میں صرف یہی املاک تقسیم ہوتی ہے۔ تشریح کے لئے ایک مثال دی جاتی ہے کہ اگر شوہر مر جائے تو وہ املاک جو شادی سے پہلے بیوی کی تھی نیز مشترکہ املاک کا نصف وراثت کی زد سے خارج ہوگا۔ اور ورثے میں تقسیم ہونے والی املاک میں بھی بیوی دوسرے ورثاء کے ساتھ مساوی حصّے کا مطالبہ کر سکتی ہے اگر تقسیم کا کوئی دوسرا طریقہ وصیت نامہ میں متعین نہ کر دیا گیا ہو۔

(۳) سوال:۔ مہربانی فرما کر یہ بتایئے کہ سوویت یونین میں موت کے سلسلے میں کیا رسمیں ہوتی ہیں؟

جواب:۔ سوویت یونین میں جو لوگ اور قومیتیں آباد ہیں ان کے طرز زندگی اور مذہبی رسم و رواج میں قومی اختلافات کی وجہ سے ملک کے مختلف حصّوں میں موت کے موقع پر مختلف طریقے رائج ہیں۔ لیکن تمام سوویت عوام متوفی کے شایانِ شان رسم جنازہ ادا کرنے کو بلا استثناء اپنا ایک مقدس فریضہ سمجھتے ہیں۔

یہاں ہم جنازے کی وہ رسومات بیان کریں گے جو سوویت عوام کی ایک بڑی اکثریت میں رائج ہیں۔ یعنی روسیوں۔ یوکرینیوں۔ سفید روسیوں، بالٹک اقوام اور مولداویا، جارجیا، آرمینیا والوں اور تاتاریوں اور دیگر اقوام میں

سب سے پہلے میت کو غسل دیا جاتا ہے اور بہترین پاکیزہ کپڑوں میں ملبوس کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اسے کفن (تابوت) میں لٹا کر ایک چبوترے پر رکھ دیا جاتا ہے۔ دو تین دن تک عزیز و اقارب، دوست احباب جاننے والے اور رفقائے کار اپنا خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے آتے رہتے ہیں۔ چھوٹے شہروں اور دیہات میں عزیز و احباب تابوت کو قبرستان لے جاتے ہیں اور اُن شہروں میں جہاں قبرستان کا فاصلہ بہت زیادہ ہو کافن کو تابوت وار گاڑی میں لے جاتے ہیں۔ عزیز و اقارب اور دوست جنازے کے ساتھ قبرستان تک جاتے ہیں جہاں فوق "سترس" انجام دیجاتی ہے اگر مرنیوالا مذہبی انسان تھا یہ سروس مذہبی رسوم کیساتھ ادا ہوتی ہے اسکے بعد کافن یا تابوت کو قبر میں اتار کر مٹی سے دبا دیتے ہیں۔ قبر پر ایک لوح مزار نصب کر دیجاتی ہے اور اسکی مٹی پر گھاس اور پھول کے پودے بو دیئے جاتے ہیں۔ اگر متوفی عیسائی تھا تو اسپر صلیب بھی نصب کر دیتے ہیں۔ شہروں کے قبرستان میں قبر کے گرد دھیرے یا لکڑی کا جنگلہ بنا دیا جاتا ہے ۔۔۔ اگر عزیزوں کی مرضی ہو تو متوفی کی لاش جلائی بھی جاسکتی ہے۔ سوویت یونین میں یہ طریقہ اب خاصا عام ہوگیا ہے۔

وعدہ کنندگان تحریک جدید توجہ فرمائیں

ایسے احباب جنہوں نے تحریک جدید کا وعدہ کیا اور ابھی تک ادائیگی نہیں کی انکی خدمت میں گذارش ہے کہ اب سال ختم ہونے میں صرف دو ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ اب ایسے دوستوں کے لئے مزید انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔ وہ دوست جنہوں نے سال کے آخر میں ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا یا وہ احباب جنہوں نے ادائیگی کے وقت کی تعیین نہیں کی تھی وہ اب ادائیگی میں تاخیر نہ فرمائیں عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ سال کے آخر کا انتظار کرنے والے دوست ادائیگی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس طرح وہ حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے مندرجہ ذیل ارشاد کے مطابق نقصان اٹھاتے ہیں حضور فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالےٰ سے کیا ہوا وعدہ بہت بڑی ذمہ داری رکھتا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ وعدے جو خدا تعالےٰ سے کئے جاتے ہیں۔ وہ مسئول ہیں۔ یعنی انکے بارے میں جواب طلبی ہوگی۔ وہ آدمی جس نے وعدہ نہیں کیا وہ کمزور ہے اور خدا تعالےٰ اُسے حقارت کی نگاہ سے دیکھے گا۔ لیکن جس نے وعدہ کیا ہے اور اسے پورا نہیں کیا وہ مجرم ہے اور خدا تعالےٰ اُسے سزا دے گا"

حضور کے مندرجہ بالا ارشاد کو پیش کرتے ہوئے گذارش ہے کہ جن دوستوں کا وعدہ ابھی تک قابل ادا ہے وہ جلد از جلد ادا کر کے اللہ تعالےٰ کے حضور سرخرو ہوں اور نئے سال کے لئے نئی امنگ کے ساتھ اپنے امام کے حضور وعدہ کرنے کو تیار ہوں۔ اللہ تعالےٰ سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار وکیل المال تحریک جدید قادیان

مضمون نگار حضرات سے درخواست ہے کہ از راہِ کرم اپنے مضامین اور جملہ مراسلات کاغذ کے نصف حصہ پر خوشخط کھلے کھلے لکھ کر بھیجا کریں تا مضمون کی عدم اشاعت یا تاخیر سے شائع ہونے کا شکوہ نہ رہے۔

اڑلیسہ کے مایۂ ناز مقرر اور احمدیت کے فدائی
جناب مولوی سید مصام علی صاحب مرحوم کے مختصر حالاتِ زندگی

از مکرم مولوی سید غلام مہدی صاحب ناصر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

(۲)

گذشتہ رمضان المبارک کے ایام میں جب انہیں یہ اطلاع ہوئی کہ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اڑلیسہ تشریف لا رہے ہیں بہت خوش ہوئے اور اُن کے اس سفر کے بابرکت ہونے کے لئے جماعت احمدیہ بھدرک میں اجتماعی دعاؤں کا انتظام کیا جماعت احمدیہ بھدرک کے احباب کا بیان ہے کہ والد صاحب مرحوم اُن . . . . . میں اس سوز و گداز سے دعائیں کرواتے رہے۔ جس سے احباب جماعت کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو جاتے رہے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اڑلیسہ میں سب سے پہلے جماعت احمدیہ بھدرک میں قدم رنجہ فرمایا۔ اُن ایام میں والد صاحب مرحوم اپنے زیرِ تبلیغ بعض ہندو احباب کو صاحبزادہ صاحب کی آمد کا پیغام پہنچانے کے لئے باوجود شدت گرمی اور دورانِ سر و کثرتِ بَول کا عارضہ لاحق ہونے کے پیدل چلے جاتے تھے۔ اس موقعہ پر اپنے کھانے کا بھی اُنہیں چنداں خیال نہ ہوتا تھا۔ میری والدہ صاحبہ اُس وقت بھدرک میں تھیں والد صاحب مرحوم حضرت صاحبزادہ صاحب کو اپنی قیام گاہ پر لے گئے اور ہم دونوں بیٹوں اور بھتیجے سید مشتاق احمد صاحب جو طویل عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں دعا کی درخواست کی۔ صاحبزادہ صاحب نے دعا فرمائی۔ صاحبزادہ صاحب کے ساتھ اُن کے اڑلیسہ کے دورہ کے پہلا جلسہ منعقدہ بھدرک میں اُڑیہ زبان میں احمدیت کی تعلیم پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد آل اڑلیسہ احمدیہ کانفرنس منعقدہ جماعت کرڈ اپلی میں شمولیت کے لئے نائب امیر صاحب پرادو نشل اور صدر جماعت احمدیہ کرڈاپلی کی درخواست پر کانفرنس میں شریک ہو کر اپنی تقریر سے عوام کو محظوظ کیا کانفرنس کے بعد نائب امیر صاحب پراونشل امیر اور پوری شہر کی جماعت کی درخواست پر پوری روانہ ہو گئے۔ پوری سے والد صاحب مرحوم بھدرک روانہ ہو گئے اور پھر صدر جماعت کٹک کی درخواست پر کٹک کے پبلک جلسہ میں تقریر کے لئے کٹک آ گئے۔ اس سارے تبلیغی دورہ کی مفصل رپورٹ اخبار بدر میں شائع ہو چکی ہے۔

اس متواتر سفر اور شدت گرمی کے باعث زیک پھوڑا پیٹ پر نکل آیا تھا جس کی تکالیف سے مرحوم کمزور نظر آتے تھے تاہم خدمتِ دین کے لئے سفر کرتے رہے۔ ۲۵ مئی کو جلسہ سے قبل حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ اُن کا گروپ فوٹو لیا گیا۔ کٹک کے پبلک جلسہ میں صاحبزادہ صاحب کی معیت اور وزیر زرعیات کی صدارت میں تقریر فرمائی۔ صاحبزادہ صاحب کے اڑلیسہ کے دورہ کا یہ آخری پبلک جلسہ تھا۔ جس میں صاحبزادہ صاحب نے اور مولوی شریف احمد صاحب امینی اور ایڈیٹر آزاد نوجوان صاحب اور والد صاحب مرحوم نے تقریر فرمائی۔ جلسہ کے معاً بعد والد صاحب مرحوم ۔ ۔ رات ہی کو بھدرک جانے کے لئے ہم لوگوں سے ملاقات کر کے کٹک اسٹیشن کو چلے آئے۔ مگر اسٹیشن پر آ کر جب اُنہیں خیال آیا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب سے ملاقات نہیں کی۔ تو اُسی نصف رات کو قیام گاہ حضرت صاحبزادہ صاحب پر تشریف لائے۔ اور صبح جب ہم لوگوں نے دریافت کیا کہ واپس کیوں آ گئے۔ تو کہنے لگے کہ صاحبزادہ صاحب سے ملاقات نہیں کی تھی۔ گویا یہ اُن کی آخری ملاقات تھی یوں تو صاحبزادہ صاحب کے واپسی کا کٹک پر بھی بھدرک اسٹیشن پر ملاقات ہو سکتی تھی جیسے دوسرے احباب بھدرک نے کیا مگر اُس وقت تک اُنہیں اس دارِ فانی کو چھوڑ کر چلے جانا تھا ملاقات کو نہایت ضروری سمجھ کر اسٹیشن سے کرایہ خرچ کر کے واپس آئے اور صبح جب صاحبزادہ صاحب نیا گڑھ کیرنگ کے دورہ پر روانہ ہوئے کٹک اسٹیشن پر ہمارے ساتھ آئے۔ اور صاحبزادہ صاحب سے مصافحہ اور معانقہ کیا۔ اُسی دن والد صاحب مرحوم بھی بھدرک روانہ ہوئے میں نے گاڑی پر سوار کرا دیا۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ میرے لئے حضرت والد صاحب کی یہ آخری ملاقات ہے۔ جب وہ ۲۵ مئی کو بھدرک پہونچے تو اُنہیں احساس ہوا کہ پھوڑا خطرناک صورت اختیار کر گیا ہے والدہ صاحبہ پاس تھیں ڈاکٹر کو بلا کر علاج کیا جا رہا تھا۔ اور تار دوسرے کا معائنہ کروانے کے بعد دوسری دوائی منگوائی گئی تھی۔ پھوڑے سے خون جاری تھا اور بخار بھی بڑھتا گیا۔ اُس وقت والد صاحب مرحوم بار بار وضو کرتے رہے اور نماز پڑھتے رہے۔ والدہ صاحبہ اُن کا یہ حال دیکھ کر کچھ گھبرا گئیں مگر چونکہ ۲۷ مئی سے بے ہوش رہے۔ والدہ صاحبہ نے سمجھا کہ بخار کی وجہ سے ہے۔ اسلئے مجھے یا عزیز غلام ہادی کو اطلاع نہیں دی۔ ۲۹ مئی کو حالت نازک ہو گئی اور آخر اڑلیسہ کا کا میاب لیکچرار اس جہان فانی سے چل بسا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

والد صاحب مرحوم کو حضرت سید سعید الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پوتا، داماد اور مولوی سید اختر الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے داماد ہونے کا شرف حاصل تھا مرحوم موصی تھے نماز تہجد بھی سوز و گداز سے ادا کرتے۔ جس مجلس میں شریک ہوتے وہ مجلس بارونق ہو جاتی۔ زندگی کے آخری ایام میں حضرت مصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے تحت جگر صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ کے ساتھ تبلیغی میدان میں نمایاں حصہ لینے کی سعادت حاصل کی۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَادْخِلْہُ الْجَنَّۃَ۔

وفات کی خبر سنتے ہی اڑلیسہ کے احمدی احباب میں غم کی لہر دوڑ گئی۔ ہندو، غیر احمدی احباب بھی افسوس کا اظہار کرتے رہے۔ اڑلیسہ کے مشہور اخبار سماج نے والد صاحب مرحوم کی اچانک وفات اور وفات سے تین چار دن قبل کی تقریر کو سراہتے ہوئے افسوس کا اظہار کیا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے والد صاحب مرحوم کی وفات پر افسوس کیا۔ ہم پسماندگان خادموں کو ازراہِ شفقت تسلی دیتے ہوئے دعا فرمائی۔ اسی طرح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ اور محترم ناظر صاحب بیت المال محترم ناظر صاحب تعلیم و تربیت قادیان امیر صاحب اور نائب امیر صاحب صوبہ اڑلیسہ۔ نیز سی۔ پی۔ بہار۔ اڑلیسہ کے کئی احباب رشتہ داروں نے والد صاحب مرحوم کی وفات پر اُن کے کارناموں کو سراہتے ہوئے اظہارِ افسوس کیا اور اظہار تعزیت فرمایا۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ولادت

مورخہ ۹/۹ کو مولوی برکت علی صاحب انعام درویش قادیان کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے عزیزہ کا نام صاحبزادہ بیگم تجویز فرمایا۔ احباب سے بچی کے نیک صالحہ اور والدین کے لئے قرۃ العین بننے کی درخواست دعا ہے۔

جناب مولوی رحمت علی صاحب رضی کی وفات پر
مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی طرف سے تعزیتی قرارداد

"اراکین مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا یہ اجلاس محترم جناب مولوی رحمت علی صاحب رضی سابق رئیس التبلیغ انڈونیشیا کی وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ موصوف ۳۱ اگست ۱۹۵۸ء کی صبح کو انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

۱۹۲۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کو سلسلہ احمدیہ کے پہلے مبلغ کی حیثیت سے انڈونیشیا بھیجا گیا۔ جہاں آپ نے بیوی بچوں سے جدا رہ کر قریباً ۲۶ سال تک کمال جانفشانی، محنت اور اخلاص کے ساتھ پیغام حق پہنچانے کا فریضہ ادا کیا۔ جس کا نتیجہ اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ انڈونیشیا میں درجنوں مقامات پر جماعت ہائے احمدیہ کا قیام ہو چکا ہے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور وہاں جماعت احمدیہ کو ایک مقام حاصل ہے۔ آپ کا یہ کارنامہ تاریخ احمدیت میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ اور آنے والی نسلیں اس پر فخر کریں گی۔ آپ کچھ عرصہ سے بیمار تھے۔ اور کافی علاج معالجہ کے باوجود صحت نہ ٹھیک نہ ہوئی۔ چنانچہ آپ ۳۱ اگست ۱۹۵۸ء کو اپنے مولا حقیقی کے پاس چلے گئے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما دے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ نیز ہم سب کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یہ بھی فیصلہ ہوا ہے کہ اس تعزیتی قرارداد کی نقول سیدنا حضرت اقدس و وکالت التبشیر اور ان کے صاجزادہ مکرم عطاء اللہ صاحب ایم۔اے ایل ایل۔بی ایڈووکیٹ کی خدمت میں نیز احمدیہ پریس کو بھجوادی جائیں۔

کثرتِ آراء سے یہ بھی فیصلہ ہوا کہ چونکہ مولوی صاحب مرحوم کا جماعت ہائے احمدیہ انڈونیشیا سے مرتے دم تک تعلق رہا ہے۔ اور طبعی طور پر انڈونیشیا کی جماعت ہائے احمدیہ کو ان کی وفات سے صدمہ ہوا ہوگا۔ لہٰذا اس تعزیتی قرارداد کی ایک نقل انڈونیشیا کے رئیس التبلیغ صاحب کی خدمت میں بھی بھجوادی جائے۔ تاکہ وہ ہماری طرف سے انڈونیشیا کی جماعتوں سے ہمدردی اور افسوس کا اظہار کر سکیں۔

خاکسار قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

حصہ جائیداد
موصی احباب کی توجہ کے لئے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ نظام وصیت میں جن مخلصین جماعت کو شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوتی ہے اُن پر جس طرح حصہ آمد کی ادائیگی ضروری اور لازمی ہے۔ اسی طرح ان کے لئے حصہ جائیداد بھی وصیت کے مطابق اپنی زندگی میں ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

جو حصہ جائیداد انسان اپنے ہاتھ سے اپنی زندگی میں ادا کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک زیادہ اور بہتر ثواب کا مستحق ہوگا اور ادائیگی کرنے والے کے اپنے قلب میں بھی بشاشت پیدا ہوگی۔ کہ اس نے ایک بڑی اور اہم ذمہ داری کو اپنی زندگی میں پورا کر دیا ہے۔

پس جماعت کے موصی دوستوں کو حصہ آمد میں باقاعدگی کے علاوہ حصہ جائیداد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دینی چاہیئے۔ تا وہ اپنی زندگی میں اس فرض کو ادا کر کے اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں۔

ناظر بیت المال قادیان

چندہ وقفِ جدید کے ساتھ تفصیلی فہرست

بعض جماعتوں کی طرف سے چندہ وقفِ جدید کی رقوم کے ساتھ چندہ دہندگان کی تفصیلی فہرست نہیں ہوتی جس کی وجہ سے ایک تو دفتری ریکارڈ مکمل نہیں کیا جا سکتا دوسرے احباب جماعت کو بھی شکایت ہوتی ہے کہ ان کے نام پر چندہ کا اندراج نہیں ہوا۔ اس طرح کام بڑھ جاتا ہے۔

اسلئے درخواست ہے کہ احباب چندہ کی ترسیل کے وقت تفصیلی فہرست بھجوانے کا التزام فرمائیں تا دوستوں کو بھی شکایت نہ ہو اور خط و کتابت پر بھی زائد خرچ نہ کرنا پڑے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

زکوٰۃ کیوں دی جاتی ہے

زکوٰۃ اسلئے دی جاتی ہے کہ تا اللہ تعالےٰ کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی تعلق بڑھے۔ اس کی رضا جوئی اور محبت میں استقامت حاصل ہو۔ ایثار و قربانی کا مادہ پیدا ہو۔ اور حرص و بخل کی بیخکنی ہو۔ یہ صرف روحانی بیماریوں کی ہی دوا نہیں۔ بلکہ جسمانی اور ظاہری تکالیف اور مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

زکوٰۃ غرباء۔ یتامیٰ۔ مساکین اور بیوگان کا سہارا ہے۔ ہر صاحب نصاب کو اپنے حصہ کی زکوٰۃ باقاعدگی سے مرکز میں بھجوانی چاہیئے۔ تاکہ مستحقین کو ہر ماہ گذارے دینے پر پریشانی لاحق نہ ہو۔

ناظر بیت المال قادیان

ضروری اعلان

احباب جماعت ہائے ہندوستان کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ پاکستان میں حقیقت پسند پارٹی کے نام سے ایک فتنہ پرداز اور شر انگیز پارٹی پائی جاتی ہے۔ اس بدنیت اور فساد پرور گروہ کا کام سلسلہ حقہ کو بدنام کرنا اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ذات والا صفات جس کی صداقت اور برگزیدگی آسمانی اور خدائی نشانوں سے ظاہر ہے پر گندے اور جھوٹے الزامات لگانا ہے۔ اور اس ناپسندیدہ غرض کو پورا کرنے کے لئے ان کی طرف سے کئی گندے پمفلٹ اور اشتہار شائع ہو کر بعض ہندوستانی احمدیوں کے نام بھی بھجوائے جاتے ہیں۔ یہ پمفلٹ اس قدر گندے اور اشتعال انگیز پراپیگنڈہ پر مشتمل ہیں کہ کوئی مخلص احمدی ان کو برداشت نہیں کر سکتا۔

احباب سے التماس ہے کہ اگر کسی دوست کے پتہ پر ایسے اشتہار یا پمفلٹ موصول ہوں۔ تو وہ غیرتِ ایمانی کی وجہ سے ان کو تلف کر دے یا مرکز میں ضروری کارروائی کے لئے بھجوا دے۔

ناظر امور عامہ قادیان

ولادت ۔ مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب معاون ناظر دعوت و تبلیغ کے ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلا لڑکا مورخہ ۱۹ ستمبر کی درمیانی شب کو تولد ہوا ۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین ادارہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے کشوف و الہامات کا مجموعہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے کشوف و الہامات کا مجموعہ عنقریب چھپ کر تیار ہو جائے گا۔ اس مجموعہ میں حضور کے الہامات و کشوف درج کر کے بتایا گیا ہے کہ کس طرح وہ الہامات و کشوف پورے ہوئے۔ یہ مجموعہ ازدیادِ ایمان کے لئے اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے ہر احمدی کے پاس اس مجموعہ کا ہونا ضروری ہے۔ یہ دوسروں کو تبلیغ کے لئے بھی ایک عظیم الشان ہتھیار ہوگا۔ اس لئے اپنے دوستوں اور عزیزوں کے لئے بھی زائد کاپیاں خرید لینی چاہئیں۔

امراء و صدر صاحبان جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مطلوبہ نسخوں سے مطلع فرما دیں۔ حجم اندازاً چار صد سے پانچ صد صفحات۔ قیمت صرف پانچ روپے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

ایسی اطلاعات جلد آنی ضروری ہیں تاکہ ان کے مطابق جلدیں ریزرو کروا لی جائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

چندہ جلسہ سالانہ

قبل ازیں متعدد بار بذریعہ اعلان اخبار بدر و سرکلر احباب جماعت اور عہدیداران کو توجہ دلائی جا چکی ہے۔ کہ چندہ جلسہ سالانہ سے قبل ادا ہونا ضروری ہے۔ جلسہ سالانہ میں صرف ایک قلیل عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ مگر ابھی تک اس چندہ کی آمد میں بہت کمی ہے۔ اور متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کی طرف سے اس مد میں کوئی رقم وصول نہیں ہوئی۔ لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا احباب جماعت اور عہدیداران کو دوبارہ تحریک کی جاتی ہے کہ وہ اس چندہ کی اہمیت ہر احمدی پر واضح کر کے اس کی فوری وصولی کی کوشش کریں۔ اور جمع شدہ رقم بلا تاخیر مرکز میں بھجوا کر ممنون فرما دیں۔

ناظر بیت المال قادیان

درویش فنڈ
مخلصین جماعت کی ذمہ داری

یہ ایک حقیقت ہے کہ قادیان ہمارا مقدس مقام ہے اور اس کو یہ تقدیس اس وجہ سے حاصل ہوئی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو احیاء اسلام کے لئے یہاں مامور فرمایا۔ اور حضور کی قوتِ قدسیہ سے خدا تعالےٰ نے ایک ایسی جماعت کو پیدا کر دیا جس نے اس اہم مقصد کو اپنا نصب العین بنا کر دنیا کی تاریکیوں کو روحانی روشنی سے منور کرنا شروع کر دیا۔ اچانک تقدیر الٰہی کے تحت ایک ایسا تغیر رونما ہوا جس کے نتیجہ میں یہاں صرف ایک قلیل جماعت کو ہی رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور جو اس اہم فریضہ کو لئے ہوئے کھڑی ہے اور اپنی بساط کے مطابق اعلائے کلمۃ اللہ کر رہی ہے۔

قادیان کو آباد رکھنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں رہتا ہو۔ مگر وہ احباب جو ہندوستان میں آباد ہیں۔ اس جہت سے کہ یہ مقدس مقام ان کے اپنے ملک میں واقع ہے ان کی ذمہ داریاں اور زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ پس احباب کا فرض ہے کہ قادیان کی آبادی کے پیش نظر ان درویش بھائیوں کی دلجمعی کا پورا پورا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم مالی تنگی کی وجہ سے ذہنی کوفتوں اور پریشانیوں سے دوچار نہ ہونے دیں تا ایسا نہ ہو کہ یہ مجبوراً اس مقدس مقام میں شکستہ ہو جائیں۔ مجھے یہ تسلیم ہے کہ احباب جماعت اپنی اس ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے درویش فنڈ میں حصہ لیتے رہے ہیں مگر کچھ عرصہ سے اس میں غیر معمولی کمی واقع ہو رہی ہے۔

پس میں احباب جماعت سے پُر زور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک یعنے درویش فنڈ میں بدستور حصہ لے کر اور مستقل طور پر اس مالی خدمت کو ادا کر کے خدا تعالےٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے وارث ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

لازمی چندہ جات

موجودہ مالی سال کے زائد از چار ماہ گذر چکے ہیں۔ اکثر جماعتوں کی طرف سے نسبتی بجٹ کے مطابق چندہ جات کی رقوم وصول ہو کر مرکز میں نہیں پہنچ رہیں۔ اس لئے تمام عہدیداران مال سے درخواست ہے کہ ابھی سے گذشتہ چار مہینوں کے بقایا وصول کر کے اور آئندہ ہر ماہ باقاعدہ وصولی کرتے ہوئے سو فیصدی بجٹ پورا کرنے کی طرف خاص توجہ دیں۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

واشنگٹن ۲۱ ستمبر۔ مشرق وسطیٰ میں ایک ہفتہ کے اندر اندر اگر کوئی اور آتش فشاں پھوٹ نکلے تو اس سے متحدہ امریکہ کی وزارت خارجہ کو کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیئے۔ اب جو صورت حالات سامنے آ رہی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ عراق کے موجودہ وزیر اعظم کریم القاسم کے خلاف ناصر کے حامیوں نے گہری فوجی سازش کر لی ہے امریکی افسروں کو بھی بہر حال اس قسم کے شبہات ہیں مسٹر ہیمر شولڈ مشرق وسطیٰ میں عارضی امن کے قریب قریب ناکام ہی لوٹے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی طرف سے کوئی گشتی سفیر اس علاقہ میں متعین کریں لیکن اس سے بھی کوئی کام نہیں چل سکتا۔ مسئلہ یہ ہے کہ اقوام متحدہ کے تحت اردن کے شاہ حسین نے جتنی باتیں مانی ہیں اس سے کہیں زیادہ کی صدر ناصر کو توقع تھی۔

صدر ناصر کا خیال تھا کہ شاہ کے خلاف کوئی مہم چلانے کی بجائے وہاں آئینی انقلاب لایا جائے تاکہ ناصر کا حامی کوئی شخص وزارت عظمیٰ کے عہدہ پر آ جائے۔ لیکن شاہ حسین ایسا نہیں چاہتے اسی لئے واشنگٹن میں اس بات کا اندیشہ کیا جا رہا ہے کہ شاہ حسین کو اکھاڑ پھینکنے کی دوبارہ کوششیں کی جائیں گی۔

بیروت ۲۰ ستمبر۔ سامی الصلح وزیر اعظم لبنان جن کی وزارت عظمیٰ ۲۳ ستمبر کو ختم ہو رہی ہے آج ایک امریکی فوجی ہوائی جہاز کے ذریعہ خاموشی کے ساتھ اپنا ملک چھوڑ کر چلے گئے ان کے ہمراہ ان کے خاندانی افراد و درباری کے باڈی گارڈ بھی گئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک امریکن ہیلی کوپٹر انہیں ان کے مکان سے جو بیروت سے چند میل دور ہے ہوائی میدان پر لے گیا جہاں سے وہ فوجی طیارے میں روانہ ہو گئے۔ ان کی روانگی کو سخت راز میں رکھا گیا۔ اور ان کی حفاظت کے تمام ضروری انتظامات کئے گئے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ حال ہی میں مسٹر صلح نے لبنانی عوام کے نام ایک پیغام نشر کیا تھا جس میں یہ بات ظاہر کی تھی کہ وہ لبنان کو چھوڑ کر چلے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں انہوں نے اپنے اس پیغام میں یہ نہیں بتایا کہ وہ واپسی کا ارادہ نہیں رکھتے۔

نئی دہلی ۲۰ ستمبر۔ حکومت ہند نے ۱۲ ممبران پر مشتمل ایک پینل بنایا ہے جو چمڑے اور چمڑے سے بنی اشیاء کی ترقیات کے بارہ میں پروگرام تیار کرے گا۔ یہ پینل اس امر کا بھی تعین کرے گا کہ چمڑے کی کون کون اشیاء کی تیاری مفید مطلب ہے اور اس کا مستقبل کیا ہے۔ اس پینل کے ذمہ چمڑے کی صفائی پالش اور ورنیش وغیرہ سے متعلق اشیاء کی فراہمی کے بارہ میں آگاہی دینے کا کام بھی سپرد کیا گیا ہے میسرز باٹا شو کمپنی کلکتہ کے شری ایم۔ ایل کھیتان اس پینل کے چیئرمین ہیں اور چمڑے سے متعلق اشیاء سے دلچسپی لینے والے اٹھارہ افراد اس کے ممبر ہیں۔

واشنگٹن ۲۳ ستمبر۔ سرکاری حلقوں نے بتایا ہے کہ اگر آج نائے فارموسا کی صورت حال کے متعلق وارسا میں چینی اور امریکی لیڈروں کی بات چیت ناکام رہی تو امریکہ فارموسا کا مسئلہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پیش کر دیگا۔

نئی دہلی ۲۲ ستمبر۔ آج لوک سبھا میں وقفۂ سوالات کے دوران ایک ممبر شری پٹنائک نے دریافت کیا کہ آیا بھارت سرکار کی توجہ پاکستان میں راکٹ اڈوں کی تعمیر کی طرف مبذول کرائی گئی ہے۔ انہوں نے یہ بھی پوچھا کہ آیا جدید قسم کے بمبار جہازوں کو اترنے کی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے پاکستان میں فوجی اڈوں میں توسیع کی گئی ہے۔ وزیر اعظم کے پارلیمنٹری سیکرٹری شری سعادت علی خان نے جواب دیا کہ حکومت کو اس مطلب کی اطلاعات ملی ہیں۔ لیکن انہیں کوئی واضح اطلاع نہیں ملی۔

بیروت ۲۲ ستمبر۔ لبنان کی حزب اقتدار وزارت جس کے وزیر اعظم مسٹر سمیع الصلح تھے آج مستعفی ہو گئی۔

صدر شمعون بھی آج رات اپنا عہدہ چھوڑ دیں گے۔

نئی دہلی ۲۲ ستمبر۔ آج راجیہ سبھا میں نائب وزیر آبپاشی شری ہتھی نے بتایا کہ بھاکڑہ ننگل پراجیکٹ پر اب تک ایک ارب ۸۱ کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ کل خرچ کا تخمینہ ایک ارب ۷۲ کروڑ روپے ہے۔ اور یہ پراجیکٹ ۱۹۶۱ء تک اتنی ہی لاگت سے مکمل ہو جائے گا جتنی لاگت کا اندازہ لگایا گیا ہے۔

جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم

امسال کے جلسہ ہائے سیرت النبیؐ کے انعقاد کے لئے ۳۰ نومبر بروز اتوار کی تاریخ مقرر کرتے ہوئے جملہ صدر صاحبان۔ سیکرٹریان تبلیغ اور مبلغین سے درخواست کی جاتی ہے کہ اس تاریخ کو ہر جماعت میں جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد کیا جائے۔ جن میں جماعت کے تمام مردوں۔ خواتین اور بچوں کی شرکت کے علاوہ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کو بھی بڑی تعداد میں شریک کرنے کے لئے ابھی سے کوششیں جاری کر دی جائیں۔ اگر اس وقت تک نظارت کی طرف سے سیرت آنحضرت صلعم بزبان ہندی طبع ہو گئی تو بعد میں اعلان کر دیا جائے گا۔ اور جماعتوں کی حیثیت کے مطابق مفت یا معمولی قیمت پر مہیا کی جائے گی۔ بلکہ کوشش کی جائے کہ اس وقت تک اس کے لئے تمام جماعتیں اپنے ہاں فنڈ جمع کر لیں تاکہ وہ نظارت سے مذکورہ کتاب منگوا سکیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

اخبار بدر کا
جلسہ سالانہ نمبر

حسب سابق امسال بھی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اخبار بدر کا خاص نمبر شائع کرنے کا ارادہ ہے اسلئے مورخہ ۶ اکتوبر کا پرچہ علیحدہ شائع نہیں ہوگا بلکہ جلسہ سالانہ سے ایک روز قبل یعنی ۱۶ اکتوبر کو یہ خاص نمبر احباب کی خدمت میں روانہ کر دیا جائیگا۔ انشاء اللہ۔

مضمون نگار حضرات جلد از جلد اپنے مضامین ارسال فرمائیں اور سلسلہ کے شعراء کرام بھی اپنا تازہ کلام بھیج کر ممنون فرمائیں۔ (ادارہ)

سلسلہ کا نایاب لٹریچر

تفسیر کبیر سورہ فاتحہ والبقرہ کے آٹھ رکوع /15۔ سورہ یونس تا سورہ کہف /50۔ سورہ مریم طہٰ و انبیاء پر مشتمل /15۔ سورہ نباء تا نجم /10۔ سورہ شمس /10۔ سورہ عادیات /5۔ سورہ کافرون والناس تک /5 پورا سٹ سات جلدوں کی کل قیمت /101۔ یہ الگ بھی مل سکتا ہے۔ تفسیر صغیر /10 فی پارہ سیل خرچ /3 جلد /23 روپیہ نقد۔ اسلام کی پہلی سے پانچویں کتاب مصنفہ چودہری شریف احمد صاحب /1۔ الفضل 1913 سے 1946 تک مجلد /500 روپے۔ متفرق فائل /2.5۔ ریویو اردو 1902 سے 1947 تک پورا سٹ فی فائل /8/2۔ انگریزی ریویو آف ریلجنز متفرق فائل /5۔ متفرق پرچے چھ آنہ فی عدد۔ اردو ریویو متفرق فی پرچہ /4۔ قرآن مجید مترجم و معرا و حمائل۔ کتب حضرت مسیح موعودؑ و خلیفہ ثانی قریباً تمام موجود ہیں قریباً نصف قیمت آنے پر باقی بذریعہ وی پی کر سکتے ہیں۔ گاڑی کے ذریعہ منگوانا ہو تو نزدیکی ریلوے سٹیشن کا نام تحریر فرماویں تاکہ کرایہ کم لگے۔ **ابو المنیر فخر الدین مالاباری قادیان**

قادیان کے قدیمی دوا خانہ کے مفید مجربات

حبوب اٹھرا۔ اٹھرا کی موذی مرض کا یہ پچاس سال سے زائد عرصہ کا مجرب اور مفید نسخہ ہے اس کے استعمال سے جملہ نقائص دور ہو کر صحت مند اولاد ہوتی ہے۔ قیمت مکمل کورس انیس19 روپے قیمت ۵۰ گولی /2/5 روپے۔

شباکن۔ ملیریا بخار۔ تلی۔ جگر اور معدہ کی اصلاح کے لئے مجرب ہے۔ کونین کے جملہ فوائد اس میں موجود ہیں اور اس کے نقصانات سے پاک۔ قیمت فی نسخہ /2 روپے

اکسیر نزلہ۔ پرانے نزلہ اور زکام کو جڑ سے اکھیڑنے والی مفید عام اور زود اثر دوائی۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے صرف۔

نوٹ:۔ دیگر مفید اور زود اثر ادویات کی فہرست ہم سے مفت طلب کریں۔

ملنے کا پتہ: **پرچا پریمی و شفا الیہ (دواخانہ خدمت خلق) قادیان پنجاب**

ریلوے کے رعایتی ٹکٹ

دسہرہ کے موقعہ پر ۹ سے ۲۲ اکتوبر تک ریلوے کے رعایتی ٹکٹ 1½ شرح سے جاری ہوں گے۔ یہ ٹکٹ صرف ایسے ریلوے اسٹیشنوں کے درمیان جاری ہو سکیں گے جن کا درمیانی فاصلہ کم از کم ڈیڑھ سو میل ہوگا اسلئے جلسہ سالانہ قادیان میں آنیوالے احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔

---

۸۰ صفحہ کا رسالہ

مقصد زندگی و احکام ربانی

کارڈ آنے پر

مفت

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن